OPEN ACCESS: Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities
ISSN (ONLINE): 2707-1219 & ISSN (PRINT): 2707-1200
http://www.arjish.com

بیع عینہ کی بلاواسطہ و بالواسطہ صورت: مجلس ایوفی کے موقف کا تجزیاتی مطالعہ

The Direct & Indirect form of Bay' al-'Inah: An Analytical Study of the AAOIFI Council's Position

Muhammad Hamza Shuaib
M.phil Islamic Studies, Sheikh Zayed Islamic Centre University of the Punjab Lahore.

Dr. Hafiz Abdul Basit Khan
Professor, Sheikh Zayed Islamic Centre University of the Punjab Lahore.

Received on: 07-04-2024 Accepted on: 12-05-2024

Abstract

Sharia Scholars and economic experts in the Muslim world have been making efforts for a long time to present an Islamic alternative to conventional banking. In this regard, a highly organized and valuable effort was made by the AAOIFI council at the international level. AAOIFI council proposed several alternatives to conventional banking, one of which was "Bay' al-'Inah". The council suggested different forms of Bay' al-'Inah, such as Tawarruq, for Islamic financial institutions, while declared some other forms impermissible. There has been a difference of opinion among classical scholors regarding Bay' al-'Inah, so contemporary scholors have also differed on this issue. As a result, some contemporary researchers have adopted the position of impermissibility regarding all forms of Bay' al-'Inah, including Tawarruq, while others have declared its all forms permissible. In recent times, many researches has been conducted on Tawarruq, a form of Bay' al-'Inah, but two other well-known forms of Bay' al-'Inah, "Direct Repurchase" and "Indirect Repurchase", also have the potential to be the best alternative to many invalid contracts. However, for this, a research analysis of the permissibility and impermissibility of these forms from a jurisprudential point of view and an analytical study of the position of the AAOIFI council and contemporary researchers was needed. This article attempts to fill this gap.

Keywords: AAOIFI Council, Bay' al-'Inah, Direct Repurchase, Indirect Repurchase.

تعارف موضوع

مسلم دنیا کے علماء اور ماہرین معیشت اس حوالے سے کافی عرصے سے کوششیں کرتے رہے کہ روایتی بینکاری کا اسلامی متبادل پیش کیا جا سکے۔ اسی سلسلے کی بین الاقوامی سطح پر ایک نہایت منظّم و قابل قدر کاوش مجلس ایوفی کی جانب سے کی گئی۔ مجلس ایوفی نے روایتی بینکاری کے کئی متبادل تجویز کئے۔ انہی میں سے ایک متبادل "بیع عینہ" کی صورت میں بھی زیر بحث آیا۔ مجلس ایوفی نے اس کی مختلف صورتوں مثلاً تورق کو اسلامی مالیاتی اداروں کے لئے تجویز کیا جبکہ بعض دیگر صورتوں کو ناجائز قرار دیا۔ بیع عینہ کے متعلق متقدمین و متاخرین فقہا کے ہاں اختلاف موجود رہا، لہٰذا معاصر فقہا بھی اس مسئلہ میں مختلف رہے۔ نتیجتاً بعض معاصر محققین نے تورق کے متعلق بھی عدم جواز کا

موقف اختیار کیا جبکہ بعض نے بالکلیہ اس کے جواز کی رائے دی۔
ماضی قریب میں بیع عینہ کی ایک صورت تورق پر تو تحقیقی کام ہوا لیکن عینہ کی مزید دو مشہور صورتیں "بلا واسطہ واپس خریداری" و "بالواسطہ واپس خریداری" بھی کئی عقود فاسدہ کا بہترین متبادل بننے کی صلاحیت رکھتی ہیں، لیکن اس کے لئے فقہی طور پر ان صورتوں کے جواز و عدم جواز کی آراء و دلائل کا تحقیقی تجزیہ کرنے اور مجلس ایوفی اور معاصر محققین کے موقف کا تجزیاتی مطالعہ کرنے کی حاجت تھی۔ زیر نظر مضمون میں اسی کمی کو پورا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

مجلس ایوفی کا تعارف:

اس وقت پوری دنیا میں ایک تحریک چلی ہوئی ہے کہ کسی طرح مغربی نظام معیشت سے ہٹ کر شرعی اصولوں کے مطابق ایک نظام مرتب کیا جائے۔ اسی سوچ سے پیش نظر مالیاتی اداروں میں غیر سودی بینکاری کو رواج دینے کے لیے مختلف ادارے وجود میں آئے۔ ایک کوشش یہ کی گئی اسلامی بینکوں اور مالیاتی اداروں کے لیے بالکل الگ شرعی بنیادوں پر معیارات تیار ہوں، اسی غرض سے ایک ادارہ "هيئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالية الإسلامية" قائم کیا گیا تھا جس کو انگریزی میں (Accounting and Auditing Organization for Islamic Financial Institutions) کہتے ہیں، جس کا مخفف نام "AAOFI" ہے۔

ابتداً یہ ادارہ اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے اسلامک اکاونٹنگ اور آڈیٹنگ کے معیارات کی تشکیل کے لیے بنایا گیا لیکن پھر وقت کے ساتھ ساتھ اس نے اسلامی مالیاتی طریقہ کار کے متعلق معیارات تیار کرنا شروع کیے۔ ابھی تک اس ادارے کی طرف سے مختلف موضوعات پر 120 سے زائد سٹینڈرڈز جاری ہو چکے ہیں۔ تا حال 45 ممالک اور حنفی، مالکی، حنبلی، شافعی اور جعفری مکاتب فکر کے تقریباً 200 علما و سکالرز اس ادارے کے ممبر ہیں جو کہ کسی نہ کسی اسلامی مالیاتی ادارے کی شریعہ کمیٹی کے رکن ہیں، اسی طرح مختلف بینک بھی اپنے طور پر اس سے ملحق ہیں اور اپنے اداروں میں ان سٹینڈرڈز کا نفاذ کرتے ہیں۔ پاکستان کا سٹیٹ بینک بھی اس کا باقاعدہ رکن ہے۔ اکثر بڑے ممالک میں اس کی ذیلی کمیٹیاں موجود ہیں جو کہ تحقیقی مقالات کے ذریعے معیارات کی تیاری میں ادارے کو معاونت فراہم کرتی ہیں۔

بیع عینہ کی تفصیل:

لغوی بحث:

"عینہ" کے مادہ اصلیہ کے بارے میں تین اقوال ہیں:

1. اس کا مادہ اصلیہ "**ع و ن**" ہے۔ عون کا معنی "مدد کرنا" ہے۔ اصل میں عِوْنَةٌ تھا واو ما قبل کسرہ کی وجہ سے ی سے بدل گئی۔[1]
2. اس کا مادہ اصلیہ "**ع ی ن**" ہے۔[2]
3. ایک قول کے مطابق اس کا مادہ اصلیہ "العناء" ہے جس کا معنی مشقت و تکلیف برداشت کرنا ہے۔[3]

لفظ "عینہ" کا اعراب:

"عینہ" کا اعراب دو طرح سے ہے:

1. عِيْنَةٌ (عین کے زیر سے ساتھ) یہی زیادہ معروف ہے۔[4]
2. عَيْنَةٌ (عین کے زبر کے ساتھ)[5]

"عینہ" نام رکھنے کی وجہ:

بیع عینہ کا نام "عینہ" رکھنے کی علمانے کئی وجوہات بیان کی ہیں۔ چند وجوہات درج ذیل ہیں:

1. بیع عینہ میں چیز کو ادھار خرید کر اس کے بدلے میں "عین" یعنی حاضر نقد لیا جاتا ہے۔[6]
2. بیع عینہ میں قرض سے اعراض پایا جاتا ہے اور "عین" کے ساتھ معاملہ کیا جاتا ہے۔ اس لیے اسے "عینہ" کہتے ہیں۔[7]
3. اس بیع میں ادھار پایا جاتا ہے اس لیے اسے "عینہ" کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے "اس نے اسے عینہ کے ساتھ بیچا" یعنی عین کے بدلے میں ادھار بیچا[8]۔
4. "عینہ" اگر عون سے ہو تو اس کا معنی "مدد کرنا" ہے اور بیع عینہ کو "عینہ" اس لیے کہتے ہیں کہ اس بیع میں بائع ایک حیلے کے ذریعے مشتری کے مقصود کے حصول میں "مدد" کرتا ہے[9]۔
5. اس میں "بعینہٖ" وہی مال بائع کے پاس لوٹ آتا ہے اس لیے اسے "عینہ" کہتے ہیں[10]۔

بیع عینہ کی صورتیں:

فقہا نے درج ذیل صورتوں پر بیع عینہ کا اطلاق کیا ہے:

پہلی صورت:

بکر کو ایک ہزار روپے کی ضرورت ہے۔ زید نے قرض دینے کی بجائے ایک کتاب ادھار پر بارہ سو کے بدلے میں بکر کو بیچ دی۔ پھر وہی کتاب ایک ہزار روپے نقد میں بکر سے خرید لی اور رقم ادا کر دی جبکہ اس کتاب میں کسی قسم کا کوئی نقص/عیب بھی پیدا نہیں ہوا تھا۔ یوں بکر کو ایک ہزار روپے مل گئے اور زید کو ادائیگی میں اضافی رقم بھی مل گئی[11]۔

اس صورت کو بیع عینہ کی "بلاواسطہ صورت" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

دوسری صورت:

زید نے بکر کے ہاتھ ادھار پر ایک ہزار روپے کی مالیت کی کتاب کو بارہ سو میں بیچا اور قبضہ دیدیا پھر بکر نے عمر کے ہاتھ وہی کتاب نقد ایک ہزار روپے میں بیچ دی اور قبضہ دے دیا۔ اب عمر نے زید کے ہاتھ اسی کتاب کو، کسی قسم کا کوئی نقص/عیب پیدا ہونے سے پہلے ہی ایک ہزار روپے میں نقد بیچا اور قبضہ دیدیا اور زید سے ایک ہزار روپے وصول کرکے بکر کو دے دیئے۔ نتیجتاً بکر کو ایک ہزار روپے مل گئے مگر بارہ سو دینے پڑیں گے کیونکہ اس نے کتاب بارہ سو میں خریدی ہے اور اس صورت میں زید کو اپنی کتاب بھی واپس مل گئی۔[12]

اس صورت کو بیع عینہ کی "بالواسطہ صورت" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

تیسری صورت:

بکر نے زید سے ایک ہزار روپے قرض مانگے۔ زید نے کہا: میں قرض نہیں دونگاالبتہ یہ کرسکتا ہوں کہ یہ ایک ہزار روپے کی چیز ہے، یہ میں تمھارے ہاتھ بارہ سو روپے میں بیچتا ہوں اگر تم چاہو خرید لو اور اسے بازار میں دس روپے میں بیچ دینا۔

یہ صورت تورق کے عنوان سے معروف ہے۔

چوتھی صورت:

ثمن کی ادئیگی کے طریقہ کار کو مد نظر رکھتے ہوئے فقہانے اس کی دو صورتیں بیان فرمائی ہیں: [13]

(1) بکر نے زید کے ایک ہزار روپے ادھار دینے ہیں اور بکر مدت میں توسیع چاہتا ہے۔ زید کہتا ہے کہ اگر بکر مدت میں اضافہ کرنا چاہتا ہے تو مجھے رقم بھی زیادہ ملے، اس کی صورت فقہانے یہ بیان فرمائی کہ زید بکر سے ان ایک ہزار کے بدلے میں کوئی چیز خرید لے اور اس پر قبضہ کرلے، پھر وہی چیز اسے بارہ سو روپے میں ادھار پر بیچ دے۔ یوں بکر کو اضافی مہلت مل جائے گی اور زید کو زیادہ رقم واپس ملے گی۔علامہ ابو سعید خادمی حنفی رحمہ اللہ نے اسے بھی "**عینہ**" فرمایا ہے اور قاضی خان رحمہ اللہ نے اسی طرح کے حیلے کی نبی اکرم ﷺ سے مروی ہونے کی صراحت فرمائی ہے[14]۔

(2) بکر کو رقم کی ضرورت ہے۔اس نے اپنی کوئی چیز زید کے ہاتھ نقد ایک ہزار روپے میں بیچ دی اور اس پر قبضہ دے دیا۔ زید نے اس کی قیمت بھی بکر کو ادا کر دی۔اس کے بعد بکر نے وہی چیز زید سے بارہ سو روپے میں خرید لی۔ یوں بکر کو اپنی چیز بھی واپس مل گئی اور قرض بھی مل گیااور زید کو اضافی رقم بھی مل جائے گی[15]۔

پانچویں صورت:

زید نے بکر کو پندرہ سو روپے قرض دیئے پھر بکر کو ایک ہزار کی کوئی چیز ادھار میں پندرہ سو روپے کی بیچ دی اور اس سے وہ پندرہ سو روپے بطور ثمن وصول کر لیے۔ پھر بکر نے وہ چیز زید کو ایک ہزار کی بیچ دی اور ایک ہزار روپے وصول کر لیے۔ یوں بکر کو ایک ہزار روپے مل گئے اور زید کو ایک ہزار کی چیز کے بدلے پندرہ سو روپے مل جائیں گے[16]۔

چھٹی صورت:

بکر کو کسی چیز کی ضرورت ہے۔ اس سے زید سے قرض مانگا۔زید کہتا ہے کہ میں قرض کی بجائے وہ چیز (جو کہ نقد ایک ہزار روپے کی ہے) تمہیں ادھار بیچتا ہوں اور وہ چیز میرے پاس ابھی نہیں ہے لیکن میں خرید کر تمہیں دے دوں گا۔ پھر وہ دونوں ایک رقم مثلاً بارہ سو روپے متعین کر لیتے ہیں اور ان کے درمیان بیع ہو جاتی ہے۔اس کے بعد زید وہ چیز کسی تیسرے شخص سے خرید کر بکر کے قبضے میں دے دیتا ہے۔یوں زید کو ایک ہزار کے بدلے میں بارہ سو مل جاتے ہیں اور بکر کو وہ چیز مل جاتی ہے[17]۔

بیع عینہ کا اطلاق:

اکثر شافعی اور حنبلی فقہا "**بیع عینہ**" کا اطلاق پہلی (بلا واسطہ) صورت پر کرتے ہیں جبکہ فقہائے احناف پہلی صورت پر "**بیع عینہ**" کا اطلاق نہیں کرتے بلکہ بیع عینہ سے عموماً دوسری (بالواسطہ صورت) اور تیسری صورت (تورق) مراد ہوتی ہے، البتہ بقیہ صورتوں پر بھی بیع عینہ

کا اطلاق کرتے ہیں۔ فقہائے حنابلہ تیسری صورت پر بیع عینہ کا اطلاق نہیں کرتے بلکہ اس کو "**تورق**" کہتے ہیں۔ کثیر مالکی علما نے چھٹی صورت کو بھی بیع عینہ میں شمار فرمایا ہے[18]۔ فقہانے تو ان تمام صورتوں کو "**بیع عینہ**" کے تحت ذکر کیا ہے۔ اس کی پہلی دو صورتوں کے حکم میں کافی اختلاف پایا جاتا ہے، اس کے علاوہ معاییر میں بھی انہی دو صورتوں کے حکم کو مختلف مقامات پر بیان کیا گیا ہے۔ لہٰذا ذیل میں فقط انہی دو صورتوں کو زیر بحث لایا گیا ہے۔

بیع عینہ کے متعلق مجلس ایوفی کا موقف:

مجلس ایوفی کے نزدیک بیع عینہ کی پہلی دونوں صورتیں یعنی بالواسطہ و بلاواسطہ دونوں صورتیں اختیار کرنا فقط مصلحتاً و انتظاماً ہی ممنوع نہیں بلکہ شرعاً بھی ناجائز ہیں، بلکہ اس کا نتیجہ بننے والا ایک طرفہ وعدہ بھی ناجائز ہے۔ 20 مئی 2004 کو جاری ہونے والے معیار نمبر (20) "بیوع السلع فی الاسواق المنظمة" **میں بیع عینہ کا حکم یوں بیان کیا گیا**: "شراء السلع من جهة بثمن حال ثم بيعها إلى الجهة نفسها بالأجل أو بيعها إلى جهة مالكة للجهة البائعة ملكية تامة أو غالبة أو ذات أهمية في التأثير وهذا بيع العينة"[19]۔

اسی طرح 04 جنوری 2013 میں جاری ہونے والے معیار نمبر (49) "الوعد والمواعدہ" میں بیع عینہ کی صورتوں اور ان کا وعدے کرنے کے متعلق یوں تفصیل بیان کی گئی: "3/3 كل وعد من المشترى أو البائع يؤدى إلى العينة ممنوع شرعًا، سواء أكان الوعد في صلب عقد البيع أم قبله أم بعده، مثل أن يشترى شيئًا بثمن مؤجل، ويعد ببيعه إلى من اشتراه منه بثمن أقل، أو أن يبيع بثمن مؤجل ويعد بشرائه حالا بأقل مما باعه إلى المشتري (عكس العينة)، وكذلك لو باعه إلى طرف ثالث بتواطؤ ليبيعه إلى البائع الأول.[20]

بیع عینہ کی جواز کی صورتیں:

مذکورہ بالا عبارات اگرچہ مطلق ہیں اور اس میں واپس خریداری کے ہر طرح کے عقود کو ناجائز کہا گیا ہے لیکن مجلس ایوفی کے ہی دیگر معیارات سے یہ بار واضح ہوتی ہے کہ یہ اطلاق درج ذیل قیودات سے مقید ہے۔

1. مذکورہ بالا عقود میں سے کسی عقد میں اگر قیمت نقود کے علاوہ ہو تو ایسی بیع یا اس کا وعدہ کرنا جائز ہوگا۔ معیار نمبر 58 میں ایک ذیلی شق میں لکھا: "واپس خریداری کی جائز صورتیں: (د) جبکہ دونوں میں سے کسی بھی ایک عقد میں قیمت نقود کے علاوہ ہو۔"[21]
2. مذکورہ بالا صورتوں میں کم یا زیادہ قیمت میں بیچنا یا ایسے عقد کا وعدہ کرنا اس صورت میں ممنوع ہے جب تبدیلی چیز کی صفت یا نرخ میں تبدیلی کے باعث نہ ہو۔ ورنہ کم یا زیادہ قیمت پر بیچنا جائز ہوگا۔ شرعی معیار نمبر 58 میں ہے: "واپس خریداری کی جائز صورتیں: (ب) جبکہ قیمت میں تبدیلی چیز کی صفت[22] یا اس کے نرخ میں تبدیلی کی وجہ سے ہو[23] نہ کہ قیمت کے ادھار یا نقد ہونے کی وجہ سے۔"[24]

مجلس ایوفی کے بیع عینہ کے حکم کے متعلق دیئے گئے دلائل:

مجلس ایوفی کی جانب سے جاری ہونے والے کئی معیارات میں بیع عینہ کی مختلف متعلقہ صورتوں کو بیان کیا گیا ہے، مثلاً 16 مئی 2002ء

کو **معیار نمبر** (09) "الاجارة و الاجارة المنتهية بالتمليك" **جاری ہوا، پھر** 20 **مئی** 2004 **کو معیار نمبر** (20) "بیوع السلع فی الاسواق المنظمة" **جاری ہوا، پھر** 23 **نومبر** 2006 **کو معیار نمبر** (30) "**تورق**" **جاری ہوا، حتی کہ** 4 **جنوری** 2013 **کو معیار نمبر** (49) "**الوعد والمواعدة**" جاری ہوا؛ ان تمام معیارات میں بیع عینہ کی مختلف صورتیں اور ان کے احکامات بیان کیے گئے لیکن ان میں سے کسی ایک معیار میں بھی بیع عینہ سے متعلق احکام کے دلائل ذکر نہیں کیے گئے جبکہ ایوفی کے طریقہ کار کے مطابق ہر معیار کے آخر میں "**شرعی احکام کی بنیادیں**" کے عنوان سے متعلقہ احکام کے شرعی دلائل ذکر کیے جاتے ہیں۔ البتہ شرعی معیار نمبر (58) "**فروخت شدہ اشیاء کی واپس خریداری**" جو کہ 12 مارچ 2017 کو جاری ہوا، اس میں بیع عینہ کے ممنوع ہونے کے درج ذیل تین دلائل ذکر کیے۔ لیکن ان تینوں دلائل میں سے بھی فقط پہلی دلیل ہی مبحوث عنہ پہلی صورت سے متعلق ہے جبکہ بقیہ دو دلائل اس معیار کے سیاق و سباق کے متعلق ہیں، ہماری بحث کے متعلقہ نہیں ہیں۔ معاییر شرعیہ کی عبارت یہ ہے: "دوبارہ ادھار قیمت پر **خریدنے کی شرط لگانا**، جو کہ نقد قیمت سے زیادہ ہو، جائز نہ ہونے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ یہ عینہ کی ہی ایک صورت اور خرید و فروخت کے ایک عقد میں دو عقود کو جمع کرنا ہے جو کہ حرام ہے، کیونکہ:

1. ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم عینہ کی بنیاد پر خرید و فروخت کرنے لگو گے اور گائے کی دموں کے پیچھے پڑ جاؤ گے اور کھیتی باڑی پر راضی ہو کر جہاد کو چھوڑ بیٹھو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر ایسی ذلت کو مسلط فرما دیں گے جس سے تم نکل نہیں پاؤ گے جب تک کہ اپنے دین کی طرف نہ لوٹ آؤ"۔
2. حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے دو بیع کے عقود کو ایک عقد میں جمع کرنے سے منع فرمایا۔
3. اس صورت کی حرمت پر فقہاء کا اتفاق ہے۔ ابن رشد فرماتے ہیں: "اگر کسی نے معاملہ کرتے ہوئے یوں کہا کہ میں تجھ سے یہ کپڑا نقدا اتنی [یعنی ایک متعین] قیمت پر اس شرط کے ساتھ خریدتا ہوں کہ تو مجھ سے اس کو ادھار پر خریدے گا تو فقہاء کے نزدیک یہ معاملہ بالاتفاق ناجائز ہے"۔[25]

آخری دو دلائل تو اس معیار میں موجود عبارت "دوبارہ ادھار قیمت پر خریدنے کی **شرط لگانا**" کے متعلق ہیں، جبکہ مبحوث عنہ صورت بغیر شرط کے دو مستقل عقود کے نتیجے میں ہونے والی واپس خریداری پر مشتمل ہے۔ البتہ پہلی دلیل میں مطلقاً بیع عینہ کرنے کی مذمت بیان کی گئی ہے۔

شق میں بیان کردہ حکم اور دلائل پر تجزیہ:

معیار کی اس شق میں بیع عینہ کی دو صورتوں (بلاواسطہ اور بالواسطہ) کا حکم شرعی بیان کیا گیا ہے۔ اس صورتوں کے متعلق فقہائے کرام کی آراء مختلف ہیں۔ یہاں اولاً فقہائے کرام کی آراء کی روشنی میں بیع عینہ کی مندرجہ بالا صورتوں کے بالترتیب احکامات بیان کیے جا رہے ہیں، اس کے بعد معیار میں مذکور دلیل کا تجزیہ کیا جائے گا۔

بیع عینہ کی بلاواسطہ صورت کا شرعی حکم و دلائل:

فقہائے احناف کے نزدیک یہ صورت ناجائز ہے، چاہے واپس خریدنا/بیچنا پہلے عقد میں مشروط ہو یا غیر مشروط طور پر عقد سے پہلے فقط

باہمی مفاہمت یا وعدہ ہی ہو، بلکہ اگر عقد میں باہمی مفاہمت بھی نہ ہو تب بھی اس صورت کو اختیار کرنا شرعاً جائز نہیں ہے[26]۔ امام محمد رحمہ اللہ سے بھی اس صورت کے متعلق "**لا خیر فیہ**"[27] اور "**لیس ینبغی**"[28] کے الفاظ مروی ہیں۔ فقہائے احناف کی طرف سے اس کے ناجائز ہونے کے عقلی و نقلی دونوں طرح کے دلائل پیش کیے گئے ہیں:

نقلی دلیل و علت:

قیاس کے مطابق تو یہ صورت جائز ہونی چاہیے لیکن اس بارے میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کا اثر موجود ہے جس میں آپ نے ایسی خرید و فروخت کو ناجائز قرار دیا اور سخت وعید بیان فرمائی اور یہ روایت حکماً مرفوع درجے کی ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ ایک عورت نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کی بارگاہ میں حاضر ہو کر سوال کیا کہ میں نے ایک چیز، زید بن ارقم رضی اللہ تعالی عنہ کو 800 دراہم کی ادھار فروخت کی تھی اور پھر بعد میں وہی چیز 600 دراہم میں ان سے واپس خرید لی۔ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا: " بئس ما اشتريت، أو بئس ما اشترى، أبلغي زيد بن أرقم: أنه قد أبطل جهاده مع رسول الله صلى الله عليه وسلم إلا أن يتوب"[29]

بعض روایات کے مطابق جب حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالی عنہ کو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کے اس فرمان کی خبر ملی تو وہ معذرت و توبہ کرتے ہوئے ان کی بارگاہ میں حاضر ہوئے[30] جس پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے یہ آیت تلاوت کی: "فَمَنۡ جَآءَهٗ مَوۡعِظَةٌ مِّنۡ رَّبِّهٖ فَانۡتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ"[31]

ناجائز ہونے کی فقہی علت (ربح مالم یضمن و شبہہ ربا):

ہمارے فقہا احناف نے اس صورت کے ناجائز ہونے کی فقہی علت یہ بیان فرمائی کہ اس صورت میں **ربح مالم یضمن** (یعنی کسی چیز کو اپنے ضمان میں لیے بغیر/اس کا رسک (Risk) اور ذمہ داری اٹھائے بغیر اس سے نفع اٹھانا) اور **شبہہ ربا** لازم آتا ہے اور اس سے نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔

یہاں **ربح مالم یضمن** اور **شبہہ ربا** ایسے بن رہا ہے کہ مذکورہ بالا مثال (بیع عینہ کی پہلی صورت) میں جو کتاب اس نے بیچی تھی وہ تو بعینہٖ اسی حالت میں اس کو واپس مل گئی۔ اب ہزار کی بیچی تھی اور آٹھ سو کی واپس خریدی ہے تو یہ آٹھ سو تو آٹھ سو کے بدلے ہو گئے اور اوپر والے دو سو روپے ایسا منافع ہے جس کے مقابل/بدلے میں کوئی چیز نہیں ہے اور ایسا نفع ہے جو کسی بھی چیز کو اپنے ضمان میں لیے بغیر حاصل کیا گیا ہے کیونکہ کتاب کا ثمن، تو کتاب بیچنے والے کے قبضے اور ضمان میں آیا ہی نہیں تھا بلکہ وہ تو خریدار کے ضمان میں ہی رہا، لہذا یہ **ربح مالم یضمن** (کسی بھی چیز کو ضمان میں لیے بغیر نفع کمانا) ہوا جو کہ جائز نہیں۔

بعض فقہا نے اس تشریح کو ہی "**شبہہ ربا**" کا نام بھی دیا ہے اور فرمایا کہ عقد معاوضہ میں ایک طرف ایسی زیادتی جس کے مد مقابل دوسری طرف کچھ نہ ہو یہ سود ہوتا ہے لیکن یہ اس وقت ہوتا ہے جب ایک ہی عقد میں ایسا ہوا ہو، جبکہ یہاں دو عقدوں کے نتیجے میں یہ زیادتی ثابت ہو رہی ہے اس لیے اسے ربا (سود) نہیں بلکہ شبہہ ربا کہا جائے گا۔ امام زیلعی حنفی نے اس موضوع پر تفصیلی بحث فرمائی

ہے۔[32] اس کے علاوہ عقلی علت کی مزید وضاحت علامہ سرخسی کی کتاب **المبسوط**[33] اور علامہ کاسانی کی **بدائع الصنائع**[34] میں موجود ہے۔

شبہہ ربا کی دوسرے انداز سے وضاحت:

بعض فقہاء نے یہاں **شبہہ ربا** کی وضاحت اس انداز بھی کی ہے کہ پہلے جب زید نے بکر کو ایک ہزار کی کتاب بیچی اور ابھی ہزار وصول نہیں کیے تھے، اس حالت میں ممکن تھا کہ بکر کو اس کتاب میں کوئی عیب نظر آتا جس کی وجہ سے وہ کتاب واپس کر دیتا اور یوں زید کو ہزار روپے بھی نہ ملتے، تو اس احتمال کو ختم کرنے کے لیے زید نے دوسری بیع کے ذریعے وہی کتاب آٹھ سو میں واپس خرید لی گویا اس نے آٹھ سو دے کر اپنے ہزار پکے کر لیے، یہ شبہہ ربا ہے جس سے بچنے کا حکم ہے۔[35]

شبہہ ربا کی مذکورہ وضاحت بھی اگرچہ بعض فقہاء کی طرف سے بیان کی گئی ہے لیکن محقق علی الاطلاق علامہ ابن ہمام نے یہی فرمایا کہ اس توجیہ کے بجائے بہترین توجیہ و تشریح وہی ہے جو ربح ما لم يضمن کے عنوان سے بیان ہوئی[36]۔

فقہائے شوافع کے نزدیک اگر دوران عقد دوسری بیع صراحتا یا دلالۃ مشروط ہو تو یہ صورت بالاتفاق ناجائز ہے[37] لیکن اگر دوران عقد دوسری بیع مشروط نہ ہو تو:

- امام شافعی رحمہ اللہ اور بعض کثیر شوافع کے نزدیک یہ بیع جائز ہے کیونکہ اس بیع کی ظاہری صورت جائز ہے اگرچہ عاقدین کی نیت کیسی ہی ہے[38] اور بعض شوافع نے امام شافعی رحمہ اللہ سے اس کے مکروہ تنزیہی ہونے کی صراحت فرمائی ہے[39]۔
- بعض شوافع حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کی روایت کی وجہ سے خلاف قیاس اسے ناجائز کہتے ہیں[40]۔[41] **الکاشف عن حقائق السنن للطیبی** میں ہے: "وما تجاسرنا علي ما أوردناه إلا بقول الإمام الشافعي رضي الله عنه: إذا صح حديث النبي صلى الله عليه وسلم خلاف قولي، فاعملوا بالحديث ودعوا قولي، وهو مذهبي، ذكره الشيخ محي الدين في شرح صحيح مسلم، وأمثاله كثيرة."[42]

فقہائے مالکیہ کے نزدیک یہ بیع ناجائز ہے[43]۔ علامہ لخمی رحمہ اللہ اپنی کتاب **تبصرہ** میں فرماتے ہیں: "وقال مالك فيمن باع من رجل سلعة بمائة إلى شهر ثم اشتراها منه بخمسين نقْدًا، أو مائة وخمسين إلى شهرين: لم يجز؛ لأنهما يتهمان أن يكونا عملا على ذلك وأظهرا البيع وعقدا على دفع خمسين في المائة، أو مائة في مائة وخمسين"[44]

فقہائے حنابلہ کے نزدیک بھی صحیح قول کے مطابق[45] یہ صورت خلاف قیاس ناجائز ہے۔[46]

خلاصہ:

مختصر یہ کہ بیع عینہ کی بلاواسطہ صورت جمہور فقہائے امت کے نزدیک ناجائز و حرام ہے، چاہے دوسری بیع کرنا عقد میں مشروط ہو یا نہ ہو، البتہ فقہائے شوافع کا اس میں اختلاف ہے، بعض شوافع تو اس کی حرمت کے ہی قائل ہیں، جبکہ کثیر شوافع کے نزدیک غیر مشروط طور پر کیے گئے ان عقود کے جائز ہونے کی رائے رکھتے ہیں۔ جب غیر مشروط طور پر بھی اس صورت کو اختیار کرنا جائز نہیں ہے تو عقد کے دوران اس کا وعدہ کرنا بھی جائز نہیں ہوگا کیونکہ شرعاً یہ ناجائز کام کا وعدہ کرنا ہوگا اور ناجائز کام کا وعدہ کرنا بھی ناجائز ہے، **لہٰذا بیع عینہ کی بلاواسطہ**

صورت کے متعلق مجلس ایوفی کا جمہور فقہاکے مطابق ہے۔

بیع عینہ کی بالواسطہ صورت کا شرعی حکم ودلائل:

- **فقہائے احناف** کے نزدیک: اگر بوقت عقد دوسری اور تیسری بیع کی شرط لگا دی جائے یا معروف ہونے کی وجہ سے دلالتاً مشروط ہو تو بالاتفاق ناجائز ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے عقد میں شرط لگانے سے منع فرمایا۔[47]
- بوقت عقد صراحتاً یا دلالۃً شرط مذکور نہ ہو یا دلالۃً مذکور ہو لیکن صراحتاً نفی کر دی جائے تو:

1. آئمہ ثلاثہ احناف (امام اعظم ابو حنیفہ، امام ابو یوسف[48] اور امام محمد رحمہم اللہ) اور (علامہ ابن ہمام کے علاوہ بقیہ) تمام فقہا[49] کے نزدیک یہ صورت جائز ہے۔ اس کا جائز ہونا نہ صرف مذہب کی متاخر کتب میں موجود ہے بلکہ مذہب حنفی کی ماخذ کتب یعنی کتب ظاہر الروایہ میں بھی موجود ہے۔ المبسوط میں امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "إذا باع الرجل عبدا بنسيئة أو بنقد فلم ينتقد البائع الثمن حتى باع المشتري العبد أو وهبه أو خرج من ملكه أو مات فأوصى به فاشتراه البائع من الذي كان له بأقل من ذلك كان هذا جائزا لا بأس به لأنه قد خرج من ملك الأول"[50]

البتہ امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک یہ صورت جائز تو ہے لیکن مکروہ تنزیہی ہے۔ اس کے علاوہ خلافت عثمانیہ میں علمانے متفقہ رائے یہ پیش کی کہ مجبور اور فقراء سے اس صورت کے ذریعے غبن فاحش کی حد تک نفع حاصل کرنا **نامناسب وخلاف اولی** ہے۔ سلطنت عثمانیہ نے اسی حکم کو برقرار رکھا اور عدالتیں بھی اسی کے مطابق عدالتیں فیصلہ کرتی تھیں۔[51]

2. صاحب فتح القدیر رحمہ اللہ کے نزدیک یہ صورت مکروہ تحریمی ہے اور اس کی علت یہ بیان فرمائی کہ اس صورت میں مبیع بائع کے پاس واپس آ جاتی ہے[52]۔

نوٹ: بعض معاصرین نے لکھا کہ اس مسئلہ کے متعلق امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا موقف نفیاً یا اثباتاً کتب میں بیان نہیں ہوا۔ الحمدللہ! **راقم** کو تتبع کتب سے امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی اس صورت کے متعلق رائے بھی مل گئی۔ عمدۃ ذوی البصائر میں علامہ بیری رحمہ اللہ نے علامہ ثعلبی رحمہ اللہ (وفات: 427ھ) سے حوالے سے لکھا کہ امام اعظم ابو حنیفہ بیع عینہ کی اس صورت کے متعلق امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی مثل موقف یعنی جواز کی رائے رکھتے تھے[53]۔ اسی طرح علامہ شامی رحمہ اللہ نے علامہ بقالی (وفات: 576ھ) سے حوالے سے لکھا کہ سود سے بچنے کے حیلے اختیار کرنے کے حکم کے متعلق امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی رائے امام ابو یوسف کی مثل ہے۔ عقود الدریہ میں لکھتے ہیں: "لا بأس بالبيوع التي يفعلها الناس للتحرز عن الربا، هي مكروهة و ذكر البقالي في تفسيره أن عند محمد تكره وعند أبي يوسف لا بأس بها وعند أبي حنيفة مثله"[54]

جائز ہونے کی علت ودلائل:

- یہ الگ الگ دو عقود ہیں، دونوں ہی جائز ہیں، ایک دوسرے سے مشروط نہیں ہیں اور ناجائز ہونے کی کوئی اور وجہ بھی نہیں پائی جا رہی۔ اوپر بیان کردہ پہلی صورت تو حدیثِ عائشہ (رضی اللہ تعالی عنہا) کی وجہ سے خلافِ قیاس ناجائز تھی اور وہ حدیث بلا

واسطہ چیز واپس خریدنے کے متعلق ہے، اس صورت کے متعلق نہیں ہے[55] تو چونکہ یہ حکم خلاف قیاس تھا اس لیے خاص اسی صورت سے متعلق رہے گا، اور اس صورت کا حکم قیاس کے مطابق جواز کا ہی رہے گا۔

- پہلے خریدار نے جب وہ چیز آگے تیسرے شخص کو بیچ دی تو ملکیت تبدیل ہو گئی اور ملکیت تبدیل ہونے سے گویا وہ چیز بھی تبدیل ہو جاتی ہے اور اس کی حیثیت و حکم بدل جاتا ہے[56]۔ لہٰذا اب اگر زید، خالد سے چیز خریدے گا تو یہ حکماً ایسے ہی ہوگا جیسے زید اپنی بیچی ہوئی چیز نہیں خرید رہا بلکہ کوئی اور چیز خرید رہا ہے اور اس میں کوئی ممانعت کا پہلو نہیں ہے۔ ملکیت تبدیل ہونے سے چیز کی حیثیت و حکم تبدیل ہو جاتا ہے[57] اس کی اصل ہمیں حدیثِ بریرہ میں ملتی ہے کہ جب ان کو صدقے کا گوشت دیا گیا تو ان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ لک صدقة ولنا هدية[58] یعنی جب تو نے لیا تو صدقے کی حیثیت سے لیا تھا اب تیری ملکیت میں آ چکا اب تو اگر مجھے دے گی تو یہ صدقہ نہیں بلکہ ہدیہ (تحفہ) کہلائے گا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ملکیت تبدیل ہونے سے چیز کی حیثیت بدل جاتی ہے۔[59]
- امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے مرسلاً[60] مروی ہے کہ اس بیع کو کئی صحابہ کرام نے کیا اور اس کی تعریف فرمائی۔ مختار الفتاوی، فتاوی ہندیہ، رد المحتار اور حاشیہ علامہ عبد الحلیم علی الدرر میں ہے: واللفظ للآخر "والمروي عن أبي يوسف أنّه قال: العينة جائزة مأجورة لمكان الفرار فيها عن الحرام، والاحتيال للفرار عن الحرام مندوب[61] ولأنّه فَعله كثيرٌ من الصحابة وحمدوا ذلک"[62]

بلکہ اگر سودی قرض سے بچنے کی نیت سے اس پر عمل کیا جائے تو باعث ثواب بھی ہے کیونکہ اس سے حرام سے بچا جا سکتا ہے اور حرام سے بچنا مستحب ہے، یہی وجہ ہے کہ کئی فقہا نے اپنی کتب میں سود سے بچنے کے حیلوں میں اس صورت کو ذکر فرمایا[63] (جیسے کہ فتاوی قاضی خان میں ایک پوری فصل (فصل فيما يكون فرارا عن الربا) سود سے بچنے کے حیلوں کے بارے میں بیان فرمائی اور اس میں بیع عینہ کی مذکورہ بالا صورت کو بھی بیان فرمایا[64]) اور محمد بن سلمہ اور مشائخ بلخ نے اس صورت کی تعریف بھی بیان فرمائی[65]۔

<u>**فقہائے شوافع**</u> کے نزدیک بیع عینہ کی یہ صورت جائز ہے اس کی علت یہ ہے کہ اس میں الگ الگ تین عقود ہو رہے ہیں اور فی نفسہ ہر ایک جائز ہے[66]۔ یہاں اصولی بات یہ ہے کہ فقہائے شوافع کے نزدیک عقد میں ظاہری صورت کا اعتبار ہوتا ہے عاقدین کی نیت کا اعتبار نہیں کیا جاتا[67]۔

<u>**فقہائے مالکیہ**</u> کے نزدیک اگر بوقت عقد دوسری اور تیسری بیع کی شرط لگا دی جائے یا وہاں عام ہونے کی وجہ سے دلالتاً مشروط ہو تو ناجائز ہے[68]۔ اور اگر مشروط نہ ہو، فریقین کے درمیان دو طرفہ وعدہ بھی نہ ہو اور شخص ثالث بھی مجلس عقد میں نہ ہو تو یہ صورت بلا کراہت جائز ہے، البتہ اگر مشروط تو نہ ہو لیکن تیسرا شخص اسی مجلس میں موجود ہو یا آپس میں دو طرفہ وعدے یا عرف کے نتیجے میں ہو تو یہ صورت مکروہ ہے[69]۔[70]

علامہ حطاب مالکی رحمہ اللہ قاضی عیاض رحمہ اللہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ فقہا کے نزدیک پہلی صورت کی نسبت اس صورت میں کراہت کم ہے[71]۔[72]

فقہائے حنابلہ کے نزدیک یہ صورت جائز ہے۔ علامہ شمس الدین زرکشی[73]، علامہ شمس الدین مقدسی[74]،علامہ ابن قدامہ[75]، علامہ بہوتی[76] وغیرہ کئی فقہا نے اس کی صراحت فرمائی حتی کہ محمد بن صالح العثیمین نے اس صورت کے بیع عینہ ہونے ہی کی نفی کی۔[77] امام احمد بن حنبل کا موقف بھی اس صورت کے جواز کا ہے[78]۔

ناجائز ہونے کے دلائل کا تجزیہ:

جمہور فقہائے امت کے نزدیک تو اس صورت کا جواز بیان ہو گیا لیکن ایک اہم سوال یہ ہے کہ باعتبار دلیل اس صورت کی حرمت راجح ہے یا جواز؟ معاییر میں مبحوث عنہ صورت سے متعلق بیع عینہ کے ناجائز ہونے کی ایک ہی دلیل دی گئی تھی جو کہ ایک حدیث شریف ہے۔ معاصر محققین نے بیع عینہ کے ناجائز ہونے پر اس کے علاوہ بھی چند دلائل دیئے ہیں۔ ذیل میں اولاً معاییر کی دلیل اور اس کے بعد دیگر دلائل کا تجزیاتی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔

پہلی دلیل: بیع عینہ کی مذمت پر حدیث:

حدیث شریف میں بیع عینہ کی مذمت بیان کی گئی ہے، جو کہ اس صورت کے ناجائز ہونے کی دلیل ہے۔ حدیث شریف کے الفاظ ہیں: ” إذا تبايعتم بالعينة واتبعتم أذناب البقر ذللتم وظهر عليكم عدوكم ‘‘أي اشتغلتم بالحرث عن الجهاد. وفي رواية :سلط عليكم شراركم فيدعوا خياركم فلا يستجاب لكم“[79]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے اس کی مذمت بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: جب تم عینہ کرنے لگو اور بیلوں کی دموں کے پیچھے چلو تو تم ذلیل ہو جاؤ گے اور تمہارا دشمن تم پر غالب آ جائے گا یعنی جب تم جہاد چھوڑ کر کھیتی باڑی میں مشغول ہو جاؤ اور ایک روایت میں ہے: تم پر شریر لوگ غالب آ جائیں گے پھر تمہارے چنیدہ لوگ دعا کریں گے لیکن ان کی دعا تمہارے حق میں مقبول نہیں ہو گی۔

تجزیہ 1: حدیث کی فنی حیثیت:

اس حدیث سے استدلال کے لیے اولاً تو یہ دیکھنا ضروری ہے کہ اس حدیث کی فنی حیثیت کے متعلق محدثین کی کیا رائے ہے۔ اس حدیث کی کل تین اسناد ہیں: **ایک سند سنن ابوداؤد میں ہے**: ”حدثنا سليمان بن داود المهري، أخبرنا ابن وهب، أخبرني حيوة بن شريح، ح وحدثنا جعفر بن مسافر التنيسي، حدثنا عبد الله بن يحيى البرلسي، حدثنا حيوة بن شريح، عن إسحاق أبي عبد الرحمن، قال سليمان: عن أبي عبد الرحمن الخراساني، أن عطاء الخراساني، حدثه أن نافعا حدثه، عن ابن عمر“[80]

اس سند میں ایک تو ”عطاء الخراساني“ ہے جس کے متعلق محدثین کو کلام ہے[81]۔ اس کے علاوہ اس سند میں **”ابو عبد الرحمٰن اسحاق الخراسانی“** موجود ہے جو کہ محدثین کے نزدیک منکر الحدیث ہے۔[82] حافظ ابن حجر عسقلانی اس کے متعلق لکھتے ہیں: ”قال أبو حاتم: ‘‘شيخ ليس بالمشهور ولا يشغل به’’. وقال أبو أحمد ابن عدي: ‘‘مجهول’’. قلت: وقال ابن حبان في الثقات: ‘‘يخطئ وهو الذي يروي عنه الليث فيقول ثنا أبو عبد الرحمن الخراساني’’ وقال يحيى بن بكير: ‘‘لا أدري حاله’’ حكاه عنه أبو العرب الصقلي - وقال الحاكم أبو أحمد في الكنى: ‘‘مجهول ولم أجد له في الكامل لابن عدي ترجمة بل ذكره النباتي في ذيل الكامل وحكى أن الأزدي قال فيه منكر الحديث تركوه“[83]

دوسری سند شعب الایمان للبیہقی میں یوں ہے: "أخبرنا أبو علي الروذباري، أخبرنا الحسين بن الحسن بن أيوب الطوسي، أخبرنا أبو حاتم محمد بن إدريس الرازي، حدثنا علي بن إسحاق الخراساني، حدثنا أبو بكر بن عياش، عن الأعمش، عن عطاء يعني ابن أبي رباح، عن ابن عمر "[84]

تیسری سند مسند احمد میں یہ ہے: "حدثنا الأسود بن عامر، أخبرنا أبو بكر، عن الأعمش، عن عطاء بن أبي رباح، عن ابن عمر "[85]

علامہ ابن قطان نے اس سند کو صحیح لکھا تو حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے تلخیص الحبیر میں اس پر یوں تبصرہ کیا کہ سند کے تمام راوی ثقہ ہونے سے اس کی صحت ثابت نہیں ہوتی۔ اس حدیث میں **اعمش** مدلس ہیں اور وہ عطا سے **عن** سے روایت کر رہے ہیں اور یہاں احتمال ہے کہ عطاء خراسانی سے روایت ہو تب تو یہ **تدلیس تسویہ** ہو گی کہ "نافع" کو چھپانے کے لیے تدلیس کی گئی۔[86]

مختصر یہ کہ اس حدیث کی اسناد پر محدثین کو کلام ہے اور اس بات کا ادراک خود مجلس ایوفی کو بھی ہے، لہٰذا اس حدیث کے متعلق معایر میں لکھا: "اس حدیث عد کو امام احمد نے 2/84 پر، ابوداؤد نے کتاب البیوع والاجارات، باب النہی عن العینہ حدیث نمبر 3462 پر اور بیہقی نے 5/316 پر متعدد طرق سے روایت کیا ہے جن سب میں کلام کی گنجائش ہے۔ البتہ یہ تمام طرق ایک دوسرے کو تقویت دیتے ہیں جس کی وجہ سے حدیث دلیل بنانے کے قابل ہو سکتی ہے۔ علاوہ ازیں ابن القطان علی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔"[87]

تجزیہ 2: حدیث میں موجود عینہ کی صورت:

البتہ اگر محدثین کے کلام سے قطع نظر اگر ہم حدیث کو صحیح تسلیم کر بھی لیں تب بھی اس حدیث سے بیان کردہ صورت پر استدلال تب درست ہو گا جب حدیث میں بیان کردہ الفاظ "**العینة**" یا "**العین**" سے مراد بیع عینہ کی وہی دو صورتیں ہوں جو کہ شق میں بیان ہوئیں۔ کیونکہ اس حدیث میں بیع عینہ کی صورت بیان نہیں کی گئی، صرف نام ذکر ہوا ہے۔ بعض فقہا لفظ عینہ سے جو صورتیں مراد لیتے ہیں، دیگر فقہا ان کے علاوہ صورتوں پر لفظ عینہ کا اطلاق کرتے ہیں۔ اگر شارحین حدیث کے نقطہ نظر کو دیکھا جائے تو اکثر شارحین نے حدیث میں بیان کردہ بیع عینہ کی تشریح میں فقط بلاواسطہ صورت کو ہی بیان کیا ہے[88] بالواسطہ صورت پر اس کا اطلاق نہیں کیا، مثلاً التیسیر شرح جامع الصغیر میں علامہ مناوی لکھتے ہیں: "(إذا تبايعتم بالعينة) بكسر العين المهملة وسكون التحتية أن يبيع سلعة بثمن لأجل ثم يشتريها منه بأقل منه وهي مكروهة عند الشافعية محرمة عند غيرهم"[89]

تجزیہ 3: حدیث میں موجود ممانعت مطلق ہے یا مقید:

اگر بالفرض حدیث میں موجود **عینہ** کے لفظ سے **بالواسطہ صورت** بھی مراد لے لی جائے تو بھی حدیث میں موجود ممانعت کی حیثیت کو متعین کرنا ہو گا کہ کیا واقعی یہ ممانعت مطلق کی ہے کہ مقید ہے؟ شارحین حدیث کے کلام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حدیث میں بیان کردہ ممانعت یا مذمت بعض مخصوص حالات کے تناظر میں ہے اور ان حالات سے مراد یہ ہے کہ جب جہاد کا موقع آ جائے اور جہاد میں جانے کے لیے مجاہدین کی ضرورت ہو تو اس وقت اگر کوئی جہاد پر جانے کے بجائے بیع عینہ میں مصروف ہو جائے تو یہ مذموم ہے۔ ان حالات میں نہ صرف بیع عینہ بلکہ کھیتی باڑی کرنا بھی مذموم ہے حالانکہ کھیتی باڑی ذرائع کسب میں سے اعلیٰ ترین ذریعہ ہے جیسا کہ اس

حدیث پاک میں بیع عینہ کے ساتھ ساتھ زراعت و کھیتی باڑی کا بھی تذکرہ موجود ہے نیز حدیث پاک کے الفاظ میں بھی اس طرف واضح اشارہ موجود ہے کہ یہ ممانعت ترک جہاد کے تناظر میں ہے۔ اگر ہم ممانعت و مذمت کو جہاد کی ضرورت والے زمانے کے ساتھ خاص نہیں کرتے بلکہ اس حدیث کی روسے مطلّقاہی بیع عینہ کو مذموم و ممنوع قرار دیں **تو پھر اسی حدیث کی روسے ہمیں زراعت و کھیتی باڑی کو بھی ممنوع قرار دینا پڑے گا**۔ یہی وجہ ہے کہ صاحب عنایہ نے بیع عینہ کی مذمت پر جب یہ حدیث پیش کی تو اس پر علامہ سعدی آفندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: اقول : لوصح ذٰلک تکون الزراعة مذمومة ایضا ۔[90]

اور ظاہر ہے کہ اس بات کا کوئی بھی قائل نہیں کہ ہم مطلّقاہی زراعت کو ممنوع یا مذموم قرار دے دیں، تو جیسے زراعت کو اس حدیث کے پیش نظر مطلّقا ممنوع یا مذموم قرار نہیں دے سکتے ایسے ہی بیع عینہ کو بھی مطلّقا مذموم قرار دینا درست نہیں۔ اس حدیث کی شرح میں **علامہ ابن رسلان لکھتے ہیں**: "يحتمل أن يراد بهذا الحديث الاشتغال بالزرع في زمان يتعين عليه الجهاد، والخروج إليه لظهور العدو ونحو ذلك، ويدل على ذلك قوله بعده: (وتركتم الجهاد)"[91]

بریقہ محمودیہ شرح طریقہ **محمدیہ میں** ہے: "ولو سلم يجوز كون المنع لمصلحة الجهاد لقلة الإسلام، فإذا ارتفع المنع في حق المزارعة لكثرة الإسلام فليرتفع في حق العينة توفيقا للروايات"[92]

تجزیہ 4: حدیث میں موجود ممانعت کا درجہ:

ان سب باتوں سے قطع نظر اگر یہ بھی مان لیا جائے کہ حدیث میں بیع عینہ کی مطلّقا مذمت بیان ہوئی ہے تب بھی مذمت کا دائرہ کار اور درجہ متعین کرنے کے لیے ہمیں اس کی علت پر غور کر کے درجہ متعین کرنا ہوگا۔ اور اس کی مذمت کی علت یہ ہے کہ اس میں ایک حاجت مند شخص کو قرض دینے سے گریز کیا جاتا ہے[93] اور یہ بات اگرچہ ایک حد تک مذموم ہے لیکن اس کو ہم ناجائز نہیں کہہ سکتے کیونکہ قرض دینا خود ہی واجب نہیں تو اس سے گریز کرنا کیسے گناہ ہو سکتا ہے؟

تجزیہ 5: دیگر شرعی معیارات سے تائید:

اس حدیث کو مطلّقاً قابل اعتبار ماننا تو مجلس ایوفی کے معیارات کے بھی خلاف ہے کیونکہ بیع عینہ کی بعض صورتوں کی خود مجلس نے بھی اجازت دی ہوئی ہے، مثلاً فقہا "**تورق**" پر بھی "بیع عینہ" کا اطلاق کرتے ہیں اور اسے بھی حیلہ کہتے ہیں کیونکہ اس صورت میں بھی چیز کی بجائے رقم کا حصول مقصود ہوتا ہے جبکہ مجلس ایوفی کا ایک مکمل معیار (نمبر 30) "**تورق**" پر جاری ہے جس میں اسلامی مالیاتی اداروں کو "**تورق**" اور اس کے یک طرفہ **لازمی وعدہ** کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔[94]

تیسری دلیل: حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا

بعض معاصرین نے بیع عینہ کی بالواسطہ صورت کی حرمت پر ایک دلیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ایک فرمان بھی نقل کیا ہے جو کہ صحیح اسناد کے ساتھ مروی ہے۔ مکمل روایت کچھ یوں ہے کہ ایک عورت نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بارگاہ میں حاضر ہو کر سوال کیا کہ میں نے ایک لونڈی، زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو 800 دراہم کی ادھار فروخت کی تھی اور پھر بعد میں وہی لونڈی

600 دراہم میں ان سے واپس خرید لی۔ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا: "بئس ما اشتريت، أو بئس ما اشترى، أبلغي زيد بن أرقم: أنه قد أبطل جهاده مع رسول الله صلى الله عليه وسلم إلا أن يتوب"[95]

تجزیہ:

اس حدیث سے بیع عینہ کی بالواسطہ صورت کو ناجائز سمجھنا خلط مبحث کے قبیل سے ہے، کیونکہ واضح طور پر مذکورہ بالا حدیث میں جو صورت بیان ہوئی اس میں بلاواسطہ اسی شخص سے چیز خریدی گئی ہے، نہ کہ کسی تیسرے شخص سے۔

چوتھی دلیل: امام محمد رحمہ اللہ کا قول:

مذکورہ دلائل کے علاوہ بالخصوص فقہائے احناف کے متعلق اس صورت کے ناجائز ہونے کے چند مزید دلائل بھی بیان کیے جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک دلیل ہے کہ بعض مشائخ احناف نے اس بالواسطہ صورت کو مکروہ کہا[96] بلکہ امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا: "هذا البيع في قلبي كأمثال الجبال ذميم"[97] ترجمہ: میرے دل میں یہ بیع پہاڑوں کی طرح مذموم ہے۔ لہٰذا فقہائے احناف کے نزدیک یہ صورت ناجائز ہوگی۔[98]

تجزیہ 1: مفتی بہ موقف:

اولاً تو امام اعظم و امام ابو یوسف کے نزدیک یہ صورت بلا کراہت و بلامذمت جائز ہے[99] بلکہ امام ابو یوسف تو حسنِ نیت کی بنیاد پر کارِ ثواب بھی قرار دیتے ہیں۔ لہٰذا اس مسئلہ میں اصولاً مفتی بہ موقف جواز کا ہی ہوگا کیونکہ اس مسئلہ میں امام اعظم اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا موقف ایک ہے۔

تجزیہ 2: اکابر فقہاء و مشائخ احناف کا اس کو جائز کہنا:

اکابر فقہاء و مشائخ احناف نے اس بالواسطہ صورت کو سود سے بچنے کے حیلوں کے طور پر بیان کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے فقہائے احناف کے نزدیک مفتی بہ قول جواز کا ہی ہے کیونکہ حیلے کا مفہوم ہی یہی ہے کہ حرام سے بچنے کے لیے کوئی حلال طریقہ اپنایا جائے۔ اگر حیلے میں دیا گیا طریقہ بھی حرام یا گناہ ہے تو پھر اس کو حیلہ نہیں کہا جاسکتا۔ پھر تو ایک گناہ کو چھوڑ کر دوسرے گناہ کی طرف جانا ہوا۔ بلکہ مشائخ بلخ نے تو فرمایا کہ یہ صورت ان ناجائز بیوع سے بہتر ہے جو ہمارے زمانے میں رائج ہو چکی ہیں۔ اگر بیع عینہ ناجائز تھی تو مشائخ بلخ کا بیع عینہ کو بہتر کہنا کیسے درست ہو سکتا ہے؟[100] مندرجہ ذیل جلیل القدر اکابر مشائخ و فقہاء احناف نے اس صورت کو سود سے بچنے کی خاطر بطور حیلہ بیان کیا ہے:

(1) امام احمد بن عمر بن الشیبانی ابی بکر الخصاف (وفات: 261ھ)[101]

(2) امام الہدی ابو اللیث نصر بن محمد بن ابراہیم بن الخطاب الفقیہ الحنفی السمرقندی (وفات: 373ھ)[102]

(3) امام افتخار الدین طاہر بن احمد البخاری الحنفی (صاحب خلاصۃ الفتاوی) (وفات: 542ھ)[103]

(4) امام فخر الدین ابو المحاسن الحسن بن منصور بن محمود الاوزجندی الحنفی المعروف بقاضی خان (وفات: 592ھ)[104]

(5) علامہ ابو المعالی برہان الدین محمود بن احمد بن عبد العزیز بن عمر بن مَازَةَ البخاری الحنفی (وفات: 616ھ)[105]

(6) مصنفین فتاوی عالمگیری بحوالہ محیط وغیرہم[106]

تجزیہ 3: کراہت کی تحقیق:

یہ کوئی فقہی قاعدہ کلیہ ہی نہیں کہ "جب بھی لفظ مکروہ مطلق بولا جائے تو اس سے مراد مکروہ تحریمی ہوتا ہے۔" بلکہ ایسا سمجھنا غلط ہے۔ بلکہ فقہا مطلقاً لفظ "مکروہ" بول کر: (1) کبھی حرام مراد لیتے ہیں؛ (2) کبھی مکروہ تحریمی مراد لیتے ہیں؛ (3) کبھی مکروہ تنزیہی مراد لیتے ہیں؛ (4) کبھی ایسا معنی مراد لیتے ہیں جو کراہت تحریمی اور کراہت تنزیہی دونوں کو شامل ہوتا ہے۔[107]

لہذا فقہاء کرام فرماتے ہیں کہ **اصول و قاعدہ یہ ہے** کہ جب لفظ مکروہ مطلق بولا گیا ہو تو اس کی دلیل وعلت دیکھی جائے، اگر دلیل، تحریمی ممانعت کا تقاضا کرے تو پھر اس مکروہ سے مراد مکروہ تحریمی لیا جائے گا، اور دلیل تنزیہی ممانعت کا تقاضا کرے تو مکروہ تنزیہی مراد لیا جائے گا۔[108] اور فقہائے احناف نے اس مسئلہ کی علت یہ بیان کی کہ اس میں **"قرض دینے والی نیکی سے اعراض کرنا پایا جاتا ہے۔ اور بخل کی طرف جھکاؤ پایا جاتا ہے۔"**[109]

یہ علت اس بیع کے مکروہ تحریمی ہونے کا تقاضا نہیں کرتی بلکہ اس سے خلاف اولی یا زیادہ سے زیادہ مکروہ تنزیہی ہونا ثابت ہوتا ہے کیونکہ کسی حاجت مند کو قرض دینا فرض وواجب تو نہیں ہے کہ اسے ترک کرنا گنہگار ہونے کا باعث ہو، البتہ ایک نیکی اور مستحب کام ہے، جیسا کہ امام سرخسی نے اس کے لیے **انتداب وندب** کے الفاظ استعمال کرکے اشارہ کیا ہے[110] اور قرض دینے والی نیکی کو اگر کوئی ترک کر دے تو یہ مکروہ تحریمی کیسے ہو سکتا ہے؟ اور قرض دینے کے بجائے اگر کوئی شخص نفع رکھ کر اپنی چیز بیچ دے تو یہ بھی مکروہ تحریمی وگناہ نہیں ہو سکتا کیونکہ قرض نہ دینے کی طرح اپنی چیز مہنگی بیچنا بھی جائز ہے۔ **ہاں حاجت مند سے نفع کمانا ایک ناپسندیدہ بات ہے جس کو مکروہ تنزیہی کہا گیا ہے۔** اس کے علاوہ خود امام محمد رحمہ اللہ نے الاصل میں اس بیع کے متعلق "هذا جائز، لا بأس به" کے الفاظ ذکر فرمائے ہیں[111]۔ پھر امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے مرسلاً مروی کہ کثیر صحابہ کرام نے بیع عینہ فرمائی، کثیر فقہا نے اس کا جواز بیان فرمایا اور سود سے بچنے کے لیے اسے بطور حیلہ بیان کیا۔ ان سب سے بیع عینہ کا حرام یا مکروہ تحریمی نہ ہونا ہی موکد ہو رہا ہے۔

باقی رہی بات اس جملے کی کہ "یہ بیع میرے دل میں پہاڑ کی مثل بری ہے" اس فرمان میں بھی مکروہ تحریمی ہونے کی صراحت نہیں ہے، بلکہ امام محمد رحمہ اللہ جیسی پاکباز اور صاحب تقوی ہستی کے بارے میں یہی تصور کیا جا سکتا ہے کہ آپ کے دل پر مکروہ تنزیہی و خلاف اولی فعل بھی "پہاڑ کی مثل" گراں تھا۔ بعض معاصرین نے بغیر حوالہ کے امام محمد کی طرف بیع عینہ کو "اقرب الی الحرام" کہنا منسوب کیا، حالانکہ تلاش بسیار بھی ایسی کوئی عبارت نہ مل سکی جبکہ مذکورہ دلائل سے یہ امام محمد کی طرف غلط انتساب معلوم ہوتا ہے۔[112]

دلیل: صاحب فتح القدیر کا موقف:

علامہ ابن ہمام نے اس بالواسطہ صورت کو بھی مکروہ تحریمی قرار دیا ہے۔ بعض معاصرین نے ان کی رائے کو معتبر قرار دیا ہے۔ یہاں

تحقیق طلب یہ ہے کیا اصول افتاء کی روشنی میں ان کی رائے کو معتبر قرار دیا جا سکتا ہے۔ صاحب فتح القدیر کی عبارت یہ ہے: "ثم الذي يقع في قلبي أن ما يخرجه الدافع إن فعلت صورة يعود فيها إليه هو أو بعضه كعود الثوب أو الحرير في الصورة الأولى، وكعود العشرة في صورة إقراض الخمسة عشر فمكروه"[113]

تجزیہ:

محقق علی الاطلاق علامہ کمال ابن ہمام رحمہ اللہ اگرچہ رتبہ اجتہاد تک پہنچنے والی شخصیت مانے گئے ہیں لیکن ان کا یہ قول مذہب حنفی کی تشریح نہیں بلکہ یہ ان کی اپنی بحث ہے اور ایسی بحث ہے جو کہ مذہب کی معتبر و مستند ترین نصوص اور مشائخ مذہب کی تصریحات کے خلاف ہے[114] اور منقول فی المذہب کے مقابل بحث حجت نہیں ہوتی[115]۔ آپ کے شاگرد علام قاسم بن قطلوبغا نے یہ بات واضح نقل کی ہے کہ ہمارے شیخ یعنی علامہ ابن ہمام کی ایسی ابحاث جو مذہب کے خلاف واقع ہوں، ان پر عمل نہیں کیا جائے گا۔[116]

بلکہ خود علامہ ابن ہمام رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے دوسرے مقام پر بالواسطہ اپنی بیچی ہوئی چیز واپس خریدنے کو جائز قرار دیا چنانچہ لکھتے ہیں: "لو باعه المشتري من رجل أو وهبه ثم اشتراه البائع من ذلك الرجل يجوز لاختلاف الأسباب بلا شبهة، وبه تختلف المسببات"[117]

ترجمہ: اگر مشتری نے اسے کسی آدمی کو بیچ دیا یا ہبہ کر دیا پھر اس سے بائع نے خرید لیا تو یہ جائز ہے کیونکہ بلاشبہ یہاں اسباب مختلف ہیں اور اسی سے مسببات (نتائج) مختلف ہو جاتے ہیں۔

خلاصہ:

بیع عینہ کی **بلا واسطہ صورت** جمہور فقہائے امت کے نزدیک ناجائز و حرام ہے، چاہے دوسری بیع کرنا عقد میں مشروط ہو یا نہ ہو، البتہ فقہائے شوافع کا اس میں اختلاف ہے، بعض شوافع تو اس کی حرمت کے ہی قائل ہیں، جبکہ کثیر شوافع کے نزدیک غیر مشروط طور پر کیے گئے ان عقود کے جائز ہونے کی رائے رکھتے ہیں۔ جب غیر مشروط طور پر بھی اس صورت کو اختیار کرنا جائز نہیں ہے تو عقد کے دوران اس کا وعدہ کرنا بھی جائز نہیں ہوگا کیونکہ شرعاً یہ ناجائز کام کا وعدہ کرنا ہوگا اور ناجائز کام کا وعدہ کرنا بھی ناجائز ہے، **لہٰذا بیع عینہ کی بلا واسطہ صورت کے متعلق مجلس ایوفی کا جمہور فقہا کے مطابق ہے۔**

البتہ اگر عقد میں صراحتاً یا دلالتاً مشروط نہ ہو[118] تو پہلی صورت کے برعکس بیع عینہ کی **بالواسطہ صورت ائمہ اربعہ اور جمہور فقہائے امت** کے نزدیک شرعاً یہ صورت اختیار کرنا جائز ہے، اور **دلائل کے اعتبار سے بھی اس کا جواز راجح ہے** البتہ فقہائے مالکیہ کے نزدیک شخص ثالث اگر مجلس عقد میں موجود ہو یا یہ صورت آپسی دو طرفہ وعدے کے نتیجے میں ہو تو یہ صورت مکروہ ہے؛ جبکہ مجلس ایوفی اس صورت کو بھی مطلق طور پر فقط **مصلحتاً اور انتظاماً** نہیں بلکہ شرعاً ناجائز کہا ہے۔ **لہٰذا راقم کی نظر میں بیع عینہ کی بالواسطہ صورت کے متعلق مجلس کا موقف باعتبار دلائل بھی کمزور ہے، جمہور فقہائے امت (احناف، شوافع، حنابلہ) کے موقف کے بھی خلاف ہے اور جزوی طور پر فقہائے مالکیہ کے موقف کے بھی خلاف ہے۔** لہٰذا راقم کی نظر میں فقہی طور پر دوسرے جائز حیلوں مثلاً تورق کی طرح بیع عینہ کی بالواسطہ صورت بھی اسلامی بینکاری میں ایک بہترین جائز متبادل بن سکتی ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

[1]: الدردیر، احمد بن محمد، اقرب المسالک لمذہب الامام مالک، دار المعارف، بیروت، جلد 3، صفحہ 127

[2]: الخوارزمی، برھان الدین، ناصر بن عبد السید، المغرب فی ترتیب المعرب، دار الکتاب العربی، بیروت، صفحہ 335

[3]: حطاب، مواہب الجلیل شرح مختصر الخلیل، جلد 4، صفحہ 404، دار الفکر، بیروت

[4]: ابن عرفہ، محمد بن احمد، حاشیہ دسوقی، دار الفکر، بیروت، جلد 3، صفحہ 88

[5]: ملا علی قاری، علی بن سلطان، فتح باب نقایہ بشرح نقایہ، شرکۃ دار ارقم، لبنان، جلد 5، صفحہ 1920

[6]: ابن عابدین، رد المحتار مع الدر المختار، مطلب بیع العینۃ، دار الفکر، بیروت، جلد 5، صفحہ 325

[7]: المرغینانی، برھان الدین، علی بن ابو بکر، الھدایہ، دار احیاء التراث العربی، بیروت، جلد 3، صفحہ 94

[8]: زیلعی، فخر الدین، عثمان بن علی، تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق، مطبعہ الکبری امیریہ، قاہرہ، جلد 4، صفحہ 163

[9]: زرقانی، عبد الباقی بن یوسف، شرح الزرقانی علی مختصر خلیل، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، جلد 5، صفحہ 192

[10]: مغربی، حسین بن محمد، البدر التمام شرح بلوغ المرام، دار الھجر، بیروت، جلد 6، صفحہ 188

[11]: عینی، بدر الدین، محمود بن احمد، عمدۃ القاری، دار احیاء التراث العربی، بیروت، جلد 11، صفحہ 254؛ الخادمی، ابو سعید، محمد بن محمد، بریقۃ محمودیۃ في شرح طریقۃ محمدیۃ وشریعۃ نبویۃ في سیرۃ أحمدیۃ، مطبع حلبی، بیروت، جلد 4، صفحہ 193؛ طیبی، شرف الدین، حسین بن عبد اللہ، الکاشف عن حقائق السنن، مکتبۃ نزار مصطفی الباز، مکہ، جلد 7، صفحہ 2129

[12]: طیبی، الکاشف عن حقائق السنن، جلد 7، صفحہ 2129؛ ابن مازہ، البخاری، محمد بن احمد، محیط برھانی، دار الکتب علمیہ، بیروت، جلد 7، صفحہ 139

[13]: پہلی صورت میں قرض ہی بطور ثمن مقرر کرلیا گیا جبکہ دوسری صورت میں نقد قیمت کی ادائیگی کی گئی ہے۔

[14]: اوزجندی، فقیہ النفس، قاضی خان، حسین بن منصور، فتاوی قاضی خان، دار الکتب العلمیہ، بیروت، جلد 2، صفحہ 140؛ خادمی، بریقہ محمودیہ شرح بریقہ محمدیہ، جلد 4، صفحہ 192-193

[15]: عینی، بدر الدین، محمود بن احمد، البنایۃ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، جلد 8، صفحہ 461؛ اوزجبدی، فتاوی قاضیخان، جلد 2، صفحہ 141

[16]: ابن ہمام، فتح القدیر، جلد 7، صفحہ 212؛ زیلعی، تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق، جلد 4، صفحہ 163

[17]: عینی، عمدۃ القاری، جلد 11، صفحہ 254

[18]: الباجی، ابو الولید، سلیمان بن خلف، المنتقی شرح موطا، مطبعہ السعادۃ، مصر، جلد 4، صفحہ 288

[19]: المعاییر الشرعیہ، الھیئۃ المحاسبۃ والمراجعۃ للمؤسسات المالیہ الاسلامیہ، المعیار الشرعی (20)، صفحہ 342

[20]: الھیئۃ المحاسبۃ والمراجعۃ للمؤسسات المالیہ الاسلامیہ، المعاییر الشرعیہ، المعیار الشرعی (49)، الوعد والمواعدۃ، صفحہ 1190

[21]: المصدر السابق، صفحہ 1381

[22]: ملا علی قاری، علی بن سلطان، فتح باب نقایہ، جلد 4، صفحہ 126، شرکۃ دار ارقم، لبنان؛ زیلعی، تبیین الحقائق، جلد 4، صفحہ 55

[23]: فقہااحناف کے نزدیک قیمت/مارکیٹ ویلیو میں کمی ہو جانا معتبر نہیں۔ دیکھئے: سرخسی، المبسوط، جلد 13، صفحہ 123

[24]: مجلس ایوفی، شرعی معیارات، شرعی معیار (58)، جلد 1، صفحہ 1381

[25]: المصدر السابق، صفحہ 1396

[26]: امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک یہ بیع باطل ہے لیکن صحیح قول کے مطابق یہ بیع فاسد ہے کیونکہ یہاں عاقدین یا مبیع کی اہلیت مفقود نہیں ہے بلکہ بیع کی شرائط جواز میں کمی ہے لہذا یہ بیع منعقد و مفید ملک ہو گی لیکن فاسد ہو گی۔ دیکھئے: سرخسی، رضی الدین، محمد بن محمد، محیط الرضوی فی فروع الفقہ الحنفی، جلد 1، صفحہ 222، مخطوط

[27]: ابو یوسف، یعقوب بن ابراھیم، کتاب الحجۃ علی اھل المدینہ، عالم الکتب، بیروت، جلد 2، صفحہ 746

[28]: شیبانی، محمد بن حسن، الاصل للشیبانی، ادارۃ القران والعلوم الاسلامیہ، کراچی، جلد 5، صفحہ 207

[29]: صنعانی، عبدالرزاق بن ہمام، مصنف عبدالرزاق، مکتب الاسلامی، بیروت، جلد 8، صفحہ 185

[30]: السرخسی، شمس الائمہ، محمد بن احمد، المبسوط، دار المرفہ، بیروت، جلد 13، صفحہ، 122

[31]: البقرۃ: 275

[32]: زیلعی، تبیین الحقائق شرح کنزالدقائق وحاشیۃ الشلبی، جلد 4، صفحہ 53

[33]: سرخسی، المبسوط، جلد 13، صفحہ، 122

[34]: کاسانی، علاءالدین، ابو بکر بن مسعود، بدائع الصنائع، دار الکتب العلمیہ، بیروت، جلد 5، صفحہ 199

[35]: عینی، البنایۃ شرح الھدایۃ، جلد 8، صفحہ 176

[36]: ابن ہمام، فتح القدیر، جلد 6، صفحہ 438

[37]: نووی، ابو زکریا، یحیی بن شرف، روضۃ الطالبین و عمدۃ المفتیین، دار الفکر، بیروت، جلد 3، صفحہ 419؛ ابن ملقن، ابو حفص، عمر بن علی، الاعلام بفوائد عمدۃ الاحکام، دار العاصمہ، سعودیہ، جلد 7، صفحہ 337

[38]: نووی، ابو زکریا، یحیی بن شرف، المجموع شرح المھذب، دار الفکر، بیروت، جلد 9، صفحہ 314

[39]: السیوطی، شمس الدین، محمد بن احمد، جواھر العقود و معین القضاۃ والموقعین والشھود، دار الکتب العلمیہ، بیروت، جلد 1، صفحہ 61

[40]: صنعانی، امیر، محمد بن اسماعیل، سبل السلام شرح بلوغ المرام، دار الحدیث، قاھرہ، جلد 2، صفحہ 57

[41]: مناوی، زین الدین، عبدالرؤف بن تاج العارفین، فیض القدیر، المکتبۃ التجاریۃ الکبری، مصر، جلد 1، صفحہ 113

[42]: طیبی، الکاشف عن حقائق السنن، جلد 7، صفحہ 2129

[43]: ابن رشد، ابوالولید، البیان والتحصیل والشرح والتوجیہ والتعلیل لمسائل المستخرجۃ، دار الغرب الإسلامی، بیروت، جلد 7، صفحہ 90

[44]: لخمی، علی بن محمد، التبصرۃ، وزارۃ الأوقاف والشؤون الإسلامیۃ، قطر، جلد 9، صفحہ 4171

[45]: کلوذانی، ابوالخطاب، محفوظ بن احمد، الھدایۃ علی مذھب الامام ابو عبداللہ، مؤسسۃ غراس للنشر والتوزیع، بیروت، ص 243

[46]: مرداوی، الانصاف فی معرفۃ الراجح من الخلاف، جلد 4، 335-336

47: احمد بن حنبل، مسند، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، جلد 11، صفحہ 203، حدیث نمبر 6628؛ مرغینانی، الھدایہ، جلد 3، صفحہ 48

48: اوزجندی، فتاوی قاضی خان، جلد 2، صفحہ 141؛ ابن ہمام، فتح القدیر، جلد 7، صفحہ 202

49: علامہ بابرتی نے اس صورت کو **بالاتفاق** جائز فرمایا: بابرتی، العنایۃ، جلد 6، صفحہ 433؛ حتی کہ علامہ ابن ہمام کے بعد کے کئی فقہا نے اس صورت کو **بالاتفاق** جائز قرار دیا جس سے فقہائے احناف کے نزدیک علامہ ابن ہمام کے اس جدا موقف کی حیثیت معلوم ہو جاتی ہے۔ دیکھئے: نابلسی، عبد الغنی بن اسماعیل، حدیقہ الندیہ شرح طریقۃ المحمدیۃ، مکتبہ النوریہ الرضویہ، لاہور، جلد 2، صفحہ 619

50: شیبانی، المبسوط، جلد 5، صفحہ 206

51: خادمی، بریقہ محمودیہ شرح بریقہ محمدیہ، جلد 4، صفحہ 194؛ عبد الحلیم، حاشیہ علی الدرر الحکام، جلد 2، صفحہ 699

52: ابن ہمام، فتح القدیر، جلد 7، صفحہ 213

53: ابراہیم بن حسین، عمدۃ ذوی البصائر لحل مہمات الاشباہ والنظائر، مخطوط، صفحہ 29

54: ابن عابدین، شامی، عقود الدریہ فی تنقیح الفتاوی الحامدیہ، دار المعرفہ، بیروت، جلد 2، صدحہ 223

55: سرخسی، رضی الدین، محمد بن محمد، محیط الرضوی فی فروع الفقہ الحنفی، مخطوط، جلد 1، صفحہ 222،

56: کاسانی، بدائع الصنائع في ترتیب الشرائع، جلد 5، صفحہ 199

57: سرخسی، المبسوط، جلد 13، صفحہ 123

58: السجستانی، سلیمان بن اشعث، سنن ابو داؤد، مکتبۃ العصریہ، بیروت، جلد 2، صفحہ 124، رقم الحدیث: 1655

59: زیلعی، تبیین الحقائق، جلد 4، صفحہ 55

60: امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے مروی "لأن فعلہ کثیر من الصحابۃ وحمدوا علی ذلک ولم یعدوہ من الربا" روایت فن حدیث کی رو سے معضل ہے جبکہ فقہاء واصولیین کے نزدیک "مرسل" ہے کیونکہ فقہا واصولیین کے نزدیک مرسل، منقطع، معضل اور مقطوع سب "مرسل" ہی کے نام ہیں اور حکم کے اعتبار سے یہ روایت مقبول ہے کیونکہ اگر کوئی ثقہ راوی مرسلاً (یا محدثین کی اصطلاح میں معضلاً) روایت کرے تو اس کی روایت مقبول ہوتی ہے۔ دیکھئے: ابن صلاح، احمد بن محمد، مقدمہ، صفحہ 52، دار الفکر، بیروت؛ تفتازانی، سعد الدین، مسعود بن عمر، توضیح مع تلویح، مکتبۃ صبیح، مصر، جلد 2، صفحہ 15

61: عبارات کے سیاق اور انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جملہ "والا حتیال للفرار عن الحرام مندوب" بھی امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا ہے۔

62: عبد الحلیم، حاشیہ علی الدرر، مخطوط، جلد 2، صفحہ 699

63: الفتاوی الھندیۃ، جلد 6، صفحہ 409

64: اوزجندی، فتاوی قاضي خان، جلد 2، صفحہ 141

65: شیخی زادہ، داماد آفندی، مجمع الانھر، دار احیاء التراث العربي، بیروت، جلد 2، صفحہ 139؛ ابن ہمام، فتح القدیر، جلد 7، صفحہ 213

66: فیومی، ابو العباس، احمد بن محمد، مصباح المنیر في غریب الشرح الکبیر، مکتبۃ العلمیہ، بیروت، جلد 2، صفحہ 440

67: نووی، المجموع شرح المھذب، جلد 9، صفحہ 314

68: ابن رشد، البیان والتحصیل، جلد 7، صفحہ 90

[69] حطاب، مواهب الجلیل شرح مختصر خلیل، جلد 4، صفحہ 396

[70]: قیروانی، عبداللہ، النوادر والزیادات علی مافی المدونۃ من غیرھا من الامہات، دار الغرب الاسلامی، بیروت، جلد 6، صفحہ 85

[71]: حطاب، مواھب الجلیل شرح مختصر خلیل، جلد 4، صفحہ 404

[72]: امام مالک رحمہ اللہ سے اس صورت کے متعلق "لا خیر فی ھذا" کے الفاظ مروی ہیں جو کہ مکروہ تحریمی و تنزیہی دونوں کے لیے مستعمل ہے۔ یہاں کراہت پہلی صورت سے خفیف ہے، ممکن ہے کہ دلالۃ مشروط نہ ہونے کی صورت میں مکروہ تنزیہی مراد ہو لیکن اس کے امام مالک کے نزدیک تحریمی یا تنزیہی ہونے کی صراحت فقہائے مالکیہ سے نہ مل سکی البتہ فتح القدیر کی ایک عبارت اس کی مؤید ہے جس میں امام مالک کے نزدیک اس بیع کو جائز قرار دیا گیا ہے۔

[73]: زرکشی، شمس الدین، محمد بن عبداللہ، شرح الزرکشی علی المختصر الخرقی، دار العبیکان، مصر، جلد 3، صفحہ 601

[74]: مقدسی، شمس الدین، محمد بن مفلح، الفروع مع تصحیح الفروع، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، جلد 6، صفحہ 315

[75]: ابن قدامہ، المقدسی، عبداللہ بن احمد، المغنی، مکتبہ قاہرہ، مصر، جلد 4، صفحہ 134

[76]: البہوتی، منصور بن یونس، الروض المربع شرح زاد المستقنع، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، جلد 1، صفحہ 318

[77]: العثیمین، محمد بن صالح، فتح ذی الجلال والاکرام، المکتبہ الاسلامیہ، مکہ، جلد 3، صفحہ 570

[78]: ابن ہمام، فتح القدیر، جلد 6، صفحہ 443

[79]: ابن عابدین، رد المحتار، جلد 5، صفحہ 325

[80]: السجستانی، سنن ابی داؤد، باب فی النھی عن العینۃ، جلد 3، صفحہ 274؛ بزار، احمد بن عمرو، مسند، مسند ابن عباس، مکتبہ العلوم والحکم، مدینہ منورہ؛ جلد 12، صفحہ 205؛ بیہقی، احمد بن حسین، سنن الکبری، باب ماورد فی کراھیۃ التبایع بالعینۃ، دار الکتب علمیہ، بیروت، جلد 5، صفحہ 516؛ دولابی، ابو بشر، محمد بن احمد، الکنی والاسماء، دار ابن حزم، بیروت، جلد 2، صفحہ 849

[81]: مختصر سنن ابو داؤد، باب النھی عن العینۃ، مکتبۃ المعارف للنشر والتوزیع، الریاض، جلد 2، صفحہ 475

[82]: ذہبی، ابو عبداللہ، محمد بن احمد، میزان الاعتدال، دار المعرفہ، بیروت، جلد 4، صفحہ 547؛ مختصر سنن ابو داؤد، جلد 2، صفحہ 475

[83]: عسقلانی، ابن حجر، احمد بن علی، تہذیب التہذیب، مطبعہ دائرہ المعارف النظامیہ، ہند، جلد 1، صفحہ 227

[84]: بیہقی، احمد بن حسین،، شعب الایمان، مکتبہ الرشد، ریاض، جلد 6، صفحہ 92

[85]: احمد، مسند، مسند عبداللہ بن عمر، جلد 8، صفحہ 440؛ بیہقی، شعب الایمان، باب الجھاد، جلد 6، صفحہ 92؛ الرویانی، محمد بن ھارون، مسند، حدیث عبداللہ بن عمر، مؤسسۃ قرطبہ، قاہرہ، جلد 2، صفحہ 414

[86]: عسقلانی، ابن حجر، تلخیص الحبیر، دار الکتب العلمیہ، بیروت، جلد 3، صفحہ 48

[87]: مجلس ایوفی، شرعی معیارات، شرعی معیار (58)، جلد 2، صفحہ 1395-1396

[88]: ملا علی قاری، مرقات، جلد 5، صفحہ 1920؛ عزیزی، علی بن احمد، السراج المنیر شرح جامع الصغیر، جلد 1، صفحہ 103؛ طیبی، الکاشف عن حقائق السنن، جلد 7، صفحہ 2129؛ عینی، عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری، جلد 11، صفحہ 254

[89]: مناوی، زین الدین، عبد الرؤف بن تاج العارفین، التیسیر شرح جامع الصغیر، مکتبہ امام شافعی، ریاض، جلد 1، صفحہ 84

[90]: آفندی، سعدی، ہامش علی شرح العنایہ علی الھدایہ، مطبعہ الکبری امیریہ، مصر، جلد 5، صفحہ 425

[91]: ابن رسلان، شرح سنن ابو داؤد، دار الفلاح، مصر، جلد 14، صفحہ 374

[92]: خادمی، بریقة محمودیة في شرح طریقة محمدیة وشریعة نبویة في سیرة أحمدیة، جلد 4، صفحہ 194

[93]: مرغینانی، الھدایہ، جلد 3، صفحہ 94؛ ابن ہمام، فتح القدیر، جلد 7، صفحہ 213

اس علت کی مزید تفصیل صفحہ نمبر 165 پر ملاحظہ فرمائیں۔

[94]: شرعی معیارات،، شرعی معیار (30)، تورق، جلد 1، صفحہ 785

[95]: عبدالرزاق، مصنف، جلد 8، صفحہ 185

[96]: مرغینانی، الھدایہ، جلد 3، صفحہ 94؛ ابن عابدین، ردالمحتار، جلد 5، صفحہ 325

[97]: اوزجندی، فتاوی قاضی خان، جلد 2، صفحہ 141

[98]: بنوری ٹاؤن، مروجہ اسلامی بینکاری، تجزیاتی مطالعہ، صفحہ 316

[99]: ابن عابدین، ردالمحتار، جلد 5، صفحہ 325

[100]: اوزجندی، فتاوی قاضی خان، جلد 2، صفحہ 279؛ ابن ہمام، فتح القدیر، جلد 7، صفحہ 213

[101]: خصاف، الشیبانی، کتاب الخصاف في الحیل، مطبوعہ قاھرہ، صفحہ 12

[102]: بخاری، طاہر بن احمد، خلاصة الفتاوی، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ، جلد 3، صفحہ 102

[103]: المصدر السابق

[104]: اوزجندی، فتاوی قاضی خان، جلد 2، صفحہ 279

[105]: ابن مازہ، محیط برھانی، جلد 7، صفحہ 139

[106]: الفتاوی الھندیة، جلد 6، صفحہ 409

[107]: ابن ہمام، فتح القدیر، کتاب الزکاة، جلد 2 صفحہ 156؛ ابن نجیم، بحر الرائق، جلد 2، صفحہ 20،34،176؛ ابن عابدین، ردالمحتار، جلد 1، صفحہ 131-132

[108]: المصدر السابق

[109]: سرخسی، شرح السیر الکبیر، جلد 1، صفحہ 29؛ مرغینانی، الھدایہ، جلد 3، صفحہ 94

[110]: المصدر السابق

[111]: الشیبانی، المبسوط، جلد 5، صفحہ 206

[112]: بنوری ٹاؤن، مروجہ اسلامی بینکاری، تجزیاتی مطالعہ، صفحہ 312

[113]: ابن ہمام، فتح القدیر، جلد 7، صفحہ 213

[114]: جیسا کہ اوپر گزرا کہ یہ مسئلہ مذہب حنفی کی اصل ماخذ کتب یعنی کتب ظاہر الروایہ سے بھی ثابت ہے اور مذہب کی کسی کتاب میں اس کو گناہ قرار نہیں دیا گیا۔

[115]: ابن عابدین، ردالمحتار، جلد 3، صفحہ 173

[116]: ابن نجیم، بحر الرائق، جلد5، صفحہ 125؛ ابن عابدین، ردالمحتار، جلد2، صفحہ 552

[117]: ابن ہمام، فتح القدیر، جلد6، صفحہ 443

[118]: بلکہ اگر جائز منافع کمانا اور مقصود سودی عقود سے بچنا ہو، جیسا کہ کنونشنل بینکاری کو چھوڑ کر غیر سودی بینکاری کی طرف آنے والے ہر شخص کا مقصود ہوتا ہے، اور یہی غیر سودی بینکنگ نظام قائم کرنے کا بھی مقصود ہے، تو امام ابو یوسف کے نزدیک اس نیت پر ثواب بھی ملے گا۔

References

1. Al-Dirdir, Ahmad bin Muhammad, Akrab al-Masalik for the Madhhab of Imam Malik, Dar Al-Maarif, Beirut, Volume 3, Page 127
2. Al-Khwarizmi, Burhan al-Din, Nasir ibn Abd al-Sayed, al-Maghrib in the order of the Arabs, Dar al-Kitab al-Arabi, Beirut, p. 335
3. Hattab, Muahib al-Jalil Sharh al-Khalil, Volume 4, page 404, Dar al-Fikr, Beirut.
4. Ibn Arfa, Muhammad Ibn Ahmad, Hashiya Dasuqi, Dar al-Fikr, Beirut, Volume 3, Page 88
5. Mulla Ali Qari, Ali Ibn Sultan, Fateh Bab Naqayyah in Sharh Naqayyah, Shirkat Dar Arqam, Lebanon, Volume 5, Page 1920
6. Ibn Abidin, Rid al-Muhthar with Al-Dur al-Mukhtar, Meaning of Bey al-Aina, Dar al-Fikr, Beirut, Vol. 5, p. 325
7. Al-Marghinani, Burhan al-Din, Ali bin Abu Bakr, Al-Hudayah, Dar Ihya al-Tarath al-Arabi, Beirut, Volume 3, page 94
8. Zailai, Fakhr al-Din, Uthman bin Ali, Tabeen al-Haqaiq Sharh Kunz al-Daqayq, Muttaba al-Kabri Amiriyya, Cairo, Volume 4, page 163.
9. Zarqani, Abd al-Baqi bin Yusuf, Sharh al-Zarqani Ali al-Khalil, Dar al-Kutub al-Elamiya, Beirut, vol. 5, p. 192
10. Al-Maghribi, Hussain bin Muhammad, Al-Badr al-Tamam Shareh Balogh al-Maram, Dar al-Hajr, Beirut, Volume 6, page 188
11. Aini, Badr al-Din, Mahmud bin Ahmad, Umadat al-Qari, Dar Ihya al-Tarath al-Arabi, Beirut, Volume 11, page 254; Al-Khadimi,
12. Tayyibi, Al-Kashif un Haqiq al-Sunan, Volume 7, Page 2129; Ibn Majah, al-Bukhari, Muhammad ibn Ahmad, Muhiit Burhani, Dar al-Kitab al-Imiya, Beirut, vol.7, p.139
13. In the first case, the loan itself has been fixed as the price, while in the second case, the cash price has been paid.
14. Ozjundi, Faqeeh al-Nafs, Qazi Khan, Husain bin Mansoor, Fatawi Qazi Khan, Dar al-Kitab al-Ulamiya, Beirut, Volume 2, page 140; Khadimi, Buriqah Mahmudiyah Sharh Buriqah Muhammadiyah, Volume 4, pp. 192-193
15. Aini, Badr al-Din, Mahmud bin Ahmad, Al-Banaiyyah, Dar al-Kitab al-Ulamiya, Beirut, Volume 8, page 461; Ozjabadi, Fatawi Qazi Khan, Volume 2, page 141
16. Ibn Hammam, Fateh al-Qadir, Vol. 7, p. 212; Zila'i, Tabi'in al-Haqayq Sharh Kunz al-Daqayq, Volume 4, page 163
17. Aini, Umdat al-Qari, Volume 11, Page 254
18. Al-Baji, Abu al-Waleed, Sulaiman bin Khalaf, Al-Muntaqi Sharh Mota, Muttaba al-Saada, Misr, Volume 4, Page 288
19. Al-Maayar Al-Sharia, Al-Hayat al-Mashabisa wa Al-Majrajah for Islamic Financial Institutions, Al-Maayar Al-Sharia (20), page 342
20. Al-Hayat al-Mashabisa wa al-Marijaat for Islamic financial institutions, Al-Ma'ayir Al-Sharia, Al-Ma'yar al-Sharia (49), Al-Wa'ad wa Al-Mawa'idah, page 1190

21. Al-Masdar al-Aqee, page 1381
22. Mulla Ali Qari, Ali Ibn Sultan, Fateh Bab Naqayyah, Volume 4, Page 126, Shirkat Dar Arqam, Lebanon; Zila'i, Tabi'in al-Haqayq, Volume 4, page 55
23. According to Hanaf jurists, the decrease in price/market value is not valid. See Sarkhsi, Al-Mabusut, Volume 13, Page 123
24. Majlis Ayofi, Shariah Standards, Shariah Standards (58), Volume 1, Page 1381
25. Al-Masdar al-Aqee, page 1396
26. According to Imam Abu Yusuf, may God have mercy on him, this pledge is invalid, but according to the correct opinion, this pledge is invalid, because there is no lack of belief or the ability of the seller, but the terms of the pledge are lacking in legitimacy, so this pledge will be valid and valid, but invalid. will be See Sarkhsi, Razi-ud-Din, Muhammad bin Muhammad, Mukhit al-Rizwi fi Faroo Fiqh al-Hanafi, Vol. 1, p. 222, Manuscript
27. Abu Yusuf, Yaqub bin Ibrahim, Kitab al-Hijjah Ali Ahl al-Madinah, Alam al-Kitab, Beirut, Volume 2, page 746
28. Shibani, Muhammad Bin Hasan, Al-Asl Lal Shibani, Idarat al-Qur'an wa Uloom al-Islamiyya, Karachi, Volume 5, Page 207
29. Sanani, Abd al-Razzaq bin Hammam, author Abd al-Razzaq, Maktab al-Islami, Beirut, vol.8, page 185
30. Al-Sarkhsi, Shams Al-Aima, Muhammad bin Ahmad, Al-Mabusut, Dar Al-Marfa, Beirut, Volume 13, Page 122
31. Al-Baqara 275
32. Zali'i, Tabayin al-Haqaiq Sharh Kunz al-Daqayq and Hashiyyah al-Shalbi, Volume 4, page 53
33. Sarkhsi, Al-Mabusut, Volume 13, Page 122
34. Kasani, Alauddin, Abu Bakr bin Masoud, Bada'i al-Sana'i, Dar al-Kitab al-Ulamiya, Beirut, Volume 5, page 199
35. Aini, Al-Binaya Sharh al-Hidayah, Volume 8, Page 176
36. Ibn Hammam, Fateh al-Qadir, Volume 6, page 438
37. Nawi, Abu Zakariya, Yahya bin Sharaf, Ruzat al-Talbeen wa Umdat al-Muftayin, Dar al-Fikr, Beirut, vol.3, p. 419; Ibn Mulqan, Abu Hafs, Umar Ibn Ali, Al-Alam bifua'id Umdat al-Ahkam, Dar al-Asma, Saudia, Volume 7, page 337
38. Nawi, Abu Zakariya, Yahya Ibn Sharaf, Al-Majmoo Sharh al-Mahzab, Dar al-Fikr, Beirut, Volume 9, Page 314
39. Al-Suyuti, Shams al-Din, Muhammad bin Ahmad, Jawahar al-Aqud wa Moin al-Qadaa wa al-Muqahin wa al-Shud, Dar al-Kitab al-Alamiya, Beirut, Volume 1, page 61
40. Sanani, Amir, Muhammad bin Ismail, Sabal al-Salam Sharh Balogh al-Maram, Dar al-Hadith, Cairo, Volume 2, page 57
41. Manawi, Zain al-Din, Abd al-Rauf bin Taj al-Arifin, Faiz al-Qadeer, Al-Muqabah al-Tarjaya al-Kubara, Egypt, Volume 1, page 113
42. Tayyibi, Al-Kashif on the Facts of Al-Sunan, Volume 7, Page 2129
43. Ibn Rushd, Abu al-Waleed, Al-Bayan, Tahsil, Al-Sharh, Al-Tawjiyyah, and Al-Taalil for the Matters of Al-Mustaharijah, Dar al-Gharb al-Islami, Beirut, Volume 7, Page 90.
44. Lakhmi, Ali bin Muhammad, Al-Tassura, Ministry of Endowments and Islamic Affairs, Qatar, Volume 9, Page 4171
45. Kalwazani, Abu al-Khattab, Mahfouz bin Ahmad, Guide to the religion of Imam Abu Abdullah, Gharas Foundation for Distribution, Beirut, p. 243
46. Mardawi, Al-Ansaf fi Ma'rifat al-Rajh min al-Khilaf, Volume 4, 335-336
47. Ahmad Ibn Hanbal, Musnad, Mussitat al-Rasalat, Beirut, Volume 11, Page 203, Hadith No. 6628;

Marginani, Al-Hadayah, Volume 3, page 48
48. Ozjundi, Fatawi Qazi Khan, Volume 2, Page 141; Ibn Hammam, Fateh al-Qadir, Volume 7, page 202
49. Allama Babarti agreed that this situation is permissible Babarti, Al-Dari, Vol. 6, page 433; Even many jurists after Allama Ibn Hammam unanimously declared this situation as legitimate, which shows the status of this different position of Allama Ibn Hammam according to Hanaf jurists. See Nabulsi, Abdul Ghani bin Ismail, Hadiqa al-Nadia Sharh Tariqat al-Muhammadiya, Maktaba al-Nooriya al-Razwiyyah, Lahore, Volume 2, page 619
50. Shaibani, Al-Mabusut, Volume 5, Page 206
51. Khadimi, Buriqah Mahmudiyah Sharh Buriqah Muhammadiyah, Volume 4, page 194; Abd al-Haleem, Hashiya Ali al-Darr al-Hakam, Volume 2, page 699
52. Ibn Hammam, Fateh al-Qadir, Volume 7, page 213
53. Ibrahim bin Hussain, Umada Dhu al-Basair to solve the problems of Ashbah and Nazair, Manuscript, page 29
54. Ibn Abidin, al-Shami, Al-Aqd al-Diriyah fi Tanqeeh al-Fatawi al-Hamdiyya, Dar al-Marifa, Beirut, vol. 2, sadha 223
55. Sarkhsi, Razi-ud-Din, Muhammad bin Muhammad, Muhyid al-Rizwi fi Faroo Fiqh al-Hanafi, Manuscript, Volume 1, page 222,
56. Kasani, Bada'i al-Sina'i in the Order of Al-Shari'a, Volume 5, page 199
57. Sarkhsi, Al-Mabusut, Volume 13, Page 123
58. Al-Sajistani, Sulaiman bin Ash'ath, Sunan Abu Dawud, Maktaba Al-Asriya, Beirut, Volume 2, Page 124, Hadith Number 1655
59. Zila'i, Tabi'in al-Haqayq, Vol. 4, p. 55
60. Narrated by Imam Abu Yusuf, may God have mercy on him, "because he did it to many of the Companions, and praise be to him, and he did not mention it to his Lord." The tradition is problematic from the point of view of the art of hadith, while according to the jurists and usulists, it is a "missor" because according to the jurists and usulists, it is a messenger, disconnected, Al-Muzaal and Maktuwa are all the names of "Mursal" and this tradition is popular in terms of ruling, because if a reliable narrator narrates it as Mursal (or Mu'azal in the term of Muhadditheen), then his tradition is accepted. See Ibn Salah, Ahmad Ibn Muhammad, Case, page 52, Dar al-Fikr, Beirut; Taftazani, Saad al-Din, Masoud bin Umar, Explanatory with Talweeh, Maktab Sabih, Egypt, Volume 2, Page 15
61. From the context and style of the words, it is known that this sentence "Walahtiyal lifrar an al-Haram Mandawb" is also Imam Abu Yusuf may Allah's mercy be upon him.
62. Abdul Halim, Hashiya Ali Al-Darr, Manuscript, Volume 2, Page 699
63. Al-Fatawi Hindi, Volume 6, Page 409
64. Ozjundi, Fatawi Qazi Khan, Volume 2, Page 141
65. Sheikhizadeh, Damad Effendi, Majma al-Anhar, Dar Ihya al-Trath al-Arabi, Beirut, Volume 2, page 139; Ibn Hammam, Fateh al-Qadir, Volume 7, page 213
66. Fayoumi, Abu al-Abbas, Ahmad bin Muhammad, Misbah al-Munir fi Gharib al-Sharh al-Kabeer, Maktab al-Ilamiyyah, Beirut, Volume 2, page 440
67. Nawi, Al-Majmuth Sharh al-Mahzab, Volume 9, Page 314
68. Ibn Rushd, Al-Bayan and Tahsil, Volume 7, Page 90
69. Hattab, Moahib al-Jalil Sharh short Khalil, Volume 4, page 396
70. Qairwani, Abdullah, Al-Nawader wal-Ziyadat Ali Ma Fi Al-Maduna Min Ghirha Min Alamhat, Dar al-Gharb al-Islami, Beirut, Volume 6, Page 85
71. Hattab, Moahib al-Jalil Sharh al-Khalil, Volume 4, page 404
72. Imam Malik, may God have mercy on him, narrated the words "La Khair fi Haysoo" about this

situation, which is used for both makruh tahrimi and tanzihi. Here the disgust is milder than the first case, it is possible that in the case of Dalalah not being conditional, Makruh Tanzihi is meant, but according to Imam Malik, the clarification of Tahrimi or Tanzihi could not be found from the Maliki jurists. In which, according to Imam Malik, this sale has been declared permissible.

73. Zarakshi, Shams al-Din, Muhammad bin Abdullah, Sharh al-Zarkashi Ali Al-Mukhtasar al-Kharqi, Dar al-Ubaikan, Egypt, Volume 3, page 601
74. Muqdisi, Shams al-Din, Muhammad bin Muflah, Al-Faroo with Tasheeh Al-Faroo, Musisat al-Rasalat, Beirut, Volume 6, Page 315
75. Ibn Qudama, Al-Maqdisi, Abdullah Ibn Ahmad, Al-Mughni, Maktaba Cairo, Egypt, Volume 4, Page 134
76. Al-Bahouti, Mansoor bin Yunus, Al-Rawd al-Mubarba Shahrzad al-Mustakna, Musisat al-Rasalat, Beirut, Vol. 1, p. 318
77. Al-Uthaymeen, Muhammad bin Salih, Fateh Dhul-Jalal wa-Ikram, Al-Muktaba al-Islamiyya, Makkah, Volume 3, Page 570
78. Ibn Hammam, Fateh al-Qadir, Volume 6, page 443
79. Ibn Abidin, Rad al-Muhthar, Vol. 5, p. 325
80. Al-Sajistani, Sunan Abi Dawud, Chapter Fi Al-Nhi An Al-Aina, Volume 3, Page 274; Bazzar, Ahmad bin Amr, Musnad, Musnad Ibn Abbas, School of Science and Law, Medina; , Vol. 12, p. 205; Bayhaqi, Ahmad bin Hussain, Sunan al-Kubri, Chapter Ma Ward fi Karahiyyah al-Taba'i al-Ayna, Dar al-Kitab Ilmiya, Beirut, Volume 5, page 516; Doulabi, Abu Bishr, Muhammad Ibn Ahmad, Al-Kani Walasma, Dar Ibn Hazm, Beirut, Volume 2, Page 849
81. Abridged Sunan Abu Dawud, Chapter Al-Nahi An-ul-Aina, Maktab Al-Maarif for Distribution, Al-Riyadh, Volume 2, Page 475
82. Dhahabi, Abu Abd Allah, Muhammad Ibn Ahmad, Mizan al-Aitdal, Dar al-Marifa, Beirut, vol.4, p. 547; Short Sunan Abu Dawud, Volume 2, Page 475
83. Asqalani, Ibn Hajar, Ahmad Ibn Ali, Tehbih al-Tahzeeb, Press, Daira Al-Maarif Nizamiyyah, Hind, Volume 1, Page 227
84. Bayhaqi, Ahmad bin Hussain, Shab al-Iman, Maktaba al-Rashid, Riyadh, Volume 6, page 92
85. Ahmad, Musnad, Musnad Abdullah Bin Umar, Volume 8, Page 440; Bayhaqi, Shab al-Iman, Chapter Al-Jihad, Volume 6, Page 92; Al-Rowayani, Muhammad bin Harun, Musnad, Hadith Abdullah bin Umar, Cordoba Institute, Cairo, Volume 2, page 414
86. Asqalani, Ibn Hajar, Talkhees al-Bahir, Dar al-Kitab al-Ulmiya, Beirut, vol.3, p.48
87. Majlis Awfi, Shariah Standards, Shariah Standards (58), Volume 2, Pages 1395-1396
88. Mulla Ali Qari, Murqat, Volume 5, Page 1920; Azizi, Ali Ibn Ahmad, Al-Sarraj al-Munir Sharh Jami al-Sagher, Volume 1, page 103; Tayyibi, Al-Kashif un Haqiq al-Sunan, Volume 7, Page 2129, ; Aini, Umadat al-Qari Sharh Sahih Bukhari, Volume 11, page 254
89. Manawi, Zain al-Din, Abd al-Awf bin Taj al-Arifin, Al-Tayseer Sharh Jama al-Sagher, School of Imam Shafi'i, Riyadh, Volume 1, Page 84
90. Effendi, Saadi, Hamish Ali Sharh al-Anayyah Ali al-Hidayyah, Muttaba Al-Kabri Amiriya, Misr, Volume 5, page 425
91. Ibn Raslan, Sharh Sunan Abu Dawud, Dar al-Falah, Egypt, Volume 14, page 374
92. Khadimi, Burika Mahmudiyah fi Sharh al-Muhammadiyah and Prophetic Shari'ah fi Sirah Ahmadiyya, Volume 4, page 194
93. Marginani, Al-Hadayah, Vol. 3, p. 94; Ibn Hammam, Fateh al-Qadir, Volume 7, page 213. See more details of this cause on page number 165.
94. Shariah Standards, Shariah Standards (30), Taorq, Volume 1, Page 785
95. Abdul Razzaq, Author, Volume 8, Page 185

96. Marginani, Al-Hadayah, Vol. 3, p. 94; Ibn Abidin, Rad al-Muhthar, Vol. 5, p. 325
97. Ozjandi, Fatawi Qazi Khan, Volume 2, Page 141
98. Banuri Town, Prevailing Islamic Banking, An Analytical Study, Page 316
99. Ibn Abidin, Rad al-Muhthar, Vol. 5, p. 325
100. Ozjundi, Fatawi Qazi Khan, Volume 2, page 279; Ibn Hammam, Fateh al-Qadir, Volume 7, page 213
101. Khasaf, al-Shibani, Kitab al-Khasaf fi al-Hayl, published in Cairo, page 12
102. Bukhari, Tahir bin Ahmad, Khulasat al-Fatawi, Maktaba Rashidiyyah, Quetta, Volume 3, page 102
103. Al-Masdr al-Aqee
104. Ozjundi, Fatawi Qazi Khan, Volume 2, Page 279
105. Ibn Mazah, Muhith Burhani, Vol.7, p.139
106. Al-Fatawi Hindi, Volume 6, Page 409
107. Ibn Hammam, Fateh al-Qadir, Kitab Al-Zakah, Volume 2, page 156; Ibn Najim, Bahr al-Raiq, vol.2, pp. 20, 34, 176; Ibn Abidin, Rad al-Muhthar, vol.1, pp. 131-132
108. Al-Masdr al-Aqee
109. Sarkhsi, Sharh al-Seer al-Kabeer, Volume 1, page 29; Marginani, Al-Hadayah, Vol. 3, p. 94
110. Al-Masdr al-Aqee
111. Al-Shibani, Al-Mabusut, Volume 5, Page 206
112. Banuri Town, Prevailing Islamic Banking, An Analytical Study, Page 312
113. Ibn Hammam, Fateh al-Qadir, Volume 7, page 213
114. As mentioned above, this problem is also proved by the original source books of Hanafi religion, i.e. books Zahir al-Rawiya and it is not declared a sin in any book of religion.
115. Ibn Abidin, Rad al-Muhthar, Vol. 3, p. 173
116. Ibn Najim, Bahr al-Ra'iq, Vol. 5, p. 125; Ibn Abidin, Rad al-Muhthar, vol.2, p.552
117. Ibn Hammam, Fateh al-Qadir, Volume 6, page 443
118. Rather, if the goal is to earn a legitimate profit and avoid usurious contracts, as is the goal of everyone who leaves conventional banking and comes to non-interest banking, and this is also the goal of establishing a non-interest banking system, then Imam According to Abu Yusuf, this intention will also be rewarded.